ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
26 اپریل تا 2 مئی 2007ء
www.tanzeem.org

قرآن حکیم اور مقامِ رسالت

قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کی ذاتِ قدسی کو اپنا موضوعِ سخن بنا کر مخالفین کا مُنہ بند کر دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ پریشانِ خاطر ہوتے ہیں تو قرآن آپؐ کو تسلی دیتا ہے۔ آپؐ وحی کے انتظار میں گھڑیاں گنتے ہیں اور بار بار سر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں تو قرآن اسی کو اپنا موضوع ٹھہراتا ہے۔ آپ ﷺ کے ابتدائی حالات کی محنت و مشقت ہو یا زندگی کے اختتامی دَور کی فتح و کامرانی' قرآن نے دونوں کو اپنے سینہ اطہر میں ''بین الدّفتین'' جگہ دی۔ پیغمبر ﷺ باطل قوتوں کے خلاف جنگ کے لئے نکلتے ہیں اور جنگ بدر میں فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوتے ہیں تو بادشاہِ ارض وسما اس پر پوری پوری سورتیں نازل کرتا ہے۔ پیغمبر ﷺ کو جنگ میں چوٹ لگتی ہے تو قرآن اپنی آیات کو اس کے لئے وقف کر دیتا ہے' علیٰ ہذا القیاس۔ پیغمبر ﷺ میدانِ بدر میں ریت یا کنکریاں پھینکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو اپنا عمل قرار دیتا ہے۔ پیغمبر ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر مجاہدین صف شکن سے موت پر بیعت لیتے ہیں تو خدا پیغمبرؐ کے ہاتھوں پر بیعت کرنے والوں کو اپنے ہاتھ پر بیعت کرنے کی خوشخبری اور اس بیعت کو بیعت رضوان بنانے کی بشارت سناتا ہے۔ ایک بدو قبیلہ پیغمبر ﷺ کو ان کے حجرے کے باہر سے سخت آواز میں بلاتا ہے تو قرآن ان کو 'حبط اعمال'' کی وعید سناتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس بارگاہِ ناز میں انہیں ادب و احترام سے آنا اور پیغمبر ﷺ کو آہستگی سے پکارنا چاہئے' ورنہ سب اعمال اکارت ہو جائیں گے۔ پیغمبر ﷺ کی بعض ازواج مطہرات سے پیغمبر ﷺ کو شکایت ہوتی ہے تو اللہ کی کتاب' جبرئیلؑ' فرشتوں اور تمام اہل ایمان کو آپؐ کی تائید و حمایت میں لا کھڑا کرتی ہے۔ یہ سلسلہ مکّہ میں نبوت ملنے سے شروع ہوا اور ''حجۃ الوداع'' کے تکمیل دین کے موقع تک یکساں طریقے سے جاری وساری رہا۔ قرآن مجید سے آنحضرت ﷺ کا جو مقام و مرتبہ متعین ہوتا ہے وہ بقول شاعر مشرق علامہ اقبال یہ ہے ؎

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

اس شمارے میں

''یہ ظلمِ عظیم ہے''
راہ حق کی آزمائشیں
شیخ بدیع الزمان کا فکر انگیز خطبہ
پاک امریکہ تعلقات کی حقیقت
بچے' والدین اور معاشرہ
ایک خواب۔ ایک حقیقت
انتہا پسندی کا انجام
تفہیم المسائل
دعوتی و تربیتی سرگرمیاں
عالم اسلام

الهدیٰ (276)

سورۃ المائدہ

(آیت:93)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٩٣﴾ ﴾

''جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے اُن پر اُن چیزوں کا کچھ گناہ نہیں جو وہ کھا چکے' جب کہ اُنہوں نے پرہیز کیا اور ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ پھر پرہیز کیا اور ایمان لائے پھر پرہیز کیا اور نیکو کاری کی۔ اور اللہ نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے۔''

یہ آیت قرآن مجید کے فلسفہ اور حکمت کے ضمن میں بہت بنیادی آیت ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب شراب کے بارے میں اتنا سخت انداز آیا کہ یہ عمل الشیطان میں سے گندہ کام ہے' اس سے باز آتے ہو کہ نہیں' تو اس پر بہت سے مسلمانوں کو تشویش ہوئی کہ ہم جو اتنے عرصہ تک شراب پیتے رہے' یہ گندگی تو ہماری ہڈیوں میں بیٹھ گئی ہوگی' ہم اب کیسے پاک ہوں گے' ہمارا جسم اس گندگی سے کس طرح صاف ہوگا۔ اسی طرح کی تشویش مخلص مسلمانوں کو تحویل قبلہ کے وقت بھی ہوئی کہ ہم نے سولہ ماہ تک جو نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھیں وہ تو ضائع ہوگئیں' کیونکہ اصل قبلہ تو کعبہ تھا' اور اگر نمازیں ضائع ہوگئیں تو ایمان کہاں رہا۔ اس پر ''**وما كان الله ليضيع ايمانكم**'' یعنی ''اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع کرنے والا نہیں'' کے الفاظ کے ذریعے مسلمانوں کی دل جوئی کی گئی۔

شراب کے متعلق ایسی ہی تشویش پر فرمایا کہ اُن لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اس بات پر کہ جو کچھ وہ پہلے کھا پی چکے جبکہ انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے' اور نیک عمل کئے۔ پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے' پھر تقویٰ اختیار کیا اور درجۂ احسان پر فائز ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ تو محسنوں سے محبت کرتا ہے۔ اس طرح مومنین کو اطمینان دلایا گیا کہ شراب کوئی ہڈیوں میں بیٹھ جانے والی شے نہیں ہے۔ اس پر پابندی moral law ہے نہ کہ physical law۔ اور اخلاقی قانون کا معاملہ تو یہ ہے کہ خواہ آدمی سے بڑے سے بڑا گناہ ہو جائے' اگر وہ صدق دل سے توبہ کرے تو وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ ''گناہ سے سچی توبہ کرنے والا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اُس نے کبھی گناہ کیا ہی نہیں'' لہٰذا تم اس تشویش کو بالکل اپنے قریب نہ آنے دو۔

آیت کا اگلا حصہ ہے کہ ''جب تک وہ تقویٰ کی روش اختیار کیے رکھیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں اور تقویٰ میں آگے بڑھیں اور ایمان لائیں اور پھر تقویٰ میں اور بڑھیں اور درجۂ احسان پر فائز ہو جائیں......'' اصل میں یہ تین درجے ہیں: اسلام' ایمان اور احسان۔ یہ تینوں مدارج حدیث جبریلؑ میں واضح کیے گئے ہیں۔ حضرت جبریلؑ انسانی صورت میں حضور ﷺ کے پاس آئے۔ صحابہؓ کا مجمع تھا' وہاں انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیے' مجھے بتایئے' اسلام کیا ہے؟ آپؐ نے ارکان اسلام بتائے۔ پھر پوچھا: ایمان کیا ہے' تو آپؐ نے ایمانیات کا ذکر کیا۔ جب حضرت جبرائیلؑ نے پوچھا کہ احسان کیا ہے؟ تو آپؐ نے جواب دیا کہ اللہ کی بندگی' اللہ کی اطاعت میں اعمال حسنہ اس کیفیت سے سرشار ہو کر کیے جائیں گویا آدمی اپنی آنکھوں سے اللہ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ مقام بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے' البتہ احسان کا ایک نچلا درجہ بھی ہے کہ کم از کم یہ بات ضرور متحضر رہے کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ بہرحال اسلام تو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لا کر اللہ کے احکام پر کاربند ہونا ہے۔ اس سے اوپر کا درجہ ایمان ہے کہ یقین اس درجے کا ہو کہ ایمان قلب میں اتر جائے۔ ''**ولكن الله حبب اليكم الايمان و زينهٗ فى قلوبكم**'' ''اور لیکن اللہ نے تمہارے لئے ایمان کو محبوب ٹھہرایا اور اُسے تمہارے دلوں میں مزین کر دیا۔'' اس مرحلے پر اعمال کی کیفیت اور ہوگی۔ نماز تو آدمی پہلے بھی پڑھ رہا تھا لیکن اب اُس کی شان اور بلند ہوگی۔ جس طرح درخت جوں جوں اوپر جاتا ہے اُس کی جڑ اتنی ہی نیچے جاتی ہے۔ اسلام سے آدمی درجۂ ایمان میں داخل ہوتا ہے اور جب جڑ اور گہری ہوتی ہے تو ایمان سے احسان کا مقام نصیب ہوتا ہے۔

مولانا مودودیؒ نے اپنی ایک معرکہ آرا کتاب ''تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں'' میں اسلام' ایمان اور احسان کے ساتھ چوتھا درجہ تقویٰ کو قرار دیا ہے مگر میرا خیال ہے کہ تقویٰ کوئی الگ مقام نہیں بلکہ یہ تو driving spirit ہے جو دھکا لگا کر اوپر کو اٹھاتی ہے۔ دل میں ایمان اتر گیا' پھر تقویٰ اور بڑھا تو انسان درجۂ احسان پر فائز ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ درجۂ احسان تک پہنچ جانے والے بندوں کو پسند کرتا ہے۔ **اللهم ربنا اجعلنا منهم**' آمین!

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

تین طرح کے لوگوں کے لئے وعید

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ثَلَاثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَهٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِهٖ اَجْرَهٗ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قیامت کے دن میں تین طرح کے لوگوں کے خلاف مدعی ہوں گا۔
(1) جس نے میرا نام بیچ میں لا کر عہد (معاہدہ) کیا اور پھر اسے توڑ ڈالا۔ (2) آزاد شخص کو فروخت کر کے اس کی قیمت سے فائدہ اٹھانے والا۔ اور
(3) جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لیا مگر اس کی مزدوری نہ دی۔''

تشریح: یہ وعید کا انتہائی سخت پیرایہ بیان ہے' جس سے ان افعال کی شناعت کا اظہار مقصود ہے' تاکہ مسلمان متنبہ رہیں' اور ان امور سے لازماً اجتناب کریں۔

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”یہ ظلمِ عظیم ہے“

یکم مئی آ رہا ہے۔ سیاست دانوں اور حکمرانوں کے مزدور کے حق میں سادہ و رنگین بیانات شائع ہوں گے۔ الیکٹرانک میڈیا پر بھی مزدور سے شدید محبت کا اظہار ہوگا اور اُس کے غم میں گھلنے کی داستانیں بیان ہوں گی' لیکن اِسی اشرافیہ کی چھوٹی بڑی فیکٹریوں میں مزدور کی حالت نہیں بدلے گی' بلکہ یہ کہنا قطعاً غلط نہ ہوگا کہ بندۂ مزدور کے اوقات مزید تلخ ہو جائیں گے اور اُس پر ہونے والے ظلم میں مزید شدت پیدا ہو جائے گی۔ ظلم و ستم کے جو پہاڑ اللہ کی اِس مخلوق پر ٹوٹ رہے ہیں' اُن کا اجمالی جائزہ لینے سے پہلے ہم یکم مئی کے حوالہ سے تاریخی واقعات قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔

1827ء میں فلاڈلفیا (امریکہ) میں پہلی مزدور تنظیم قائم ہوئی۔ اُس زمانے میں مزدوروں کے اوقاتِ کار مقرر نہیں تھے۔ یہ تنظیم مسلسل پچاس سال وقت کی حکومتوں کو ایک ہی مطالبہ پیش کرتی رہی کہ مزدور کے روزانہ کام کے اوقات 8 گھنٹوں سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں' لیکن کسی حکومت نے اُنہیں گھاس نہ ڈالی۔ بالآخر یکم مئی 1886ء کو یہ تنظیم ملکی سطح پر مکمل ہڑتال کرانے میں کامیاب ہوگئی۔ یہ ہڑتال تین دن تک جاری رہی۔ 3 مئی کو مزدوروں نے شکاگو میں جلوس نکالا' حکومت ہڑتال سے تنگ آ چکی تھی۔ حکومت کے بعض ایجنٹوں نے پولیس پر دستی بموں سے حملہ کر دیا۔ پولیس کی جوابی فائرنگ سے 4 مزدور اور 7 پولیس اہلکار ہلاک ہو گئے۔ 4 مئی کو اِس واقعہ کے سوگ میں ایک جلوس نکالا گیا' جس میں شکاگو کے میئر نے بھی شرکت کی۔ اِس سانحہ کے دس سال بعد یعنی 1896ء میں بالآخر مزدور اپنا مطالبہ منوانے میں کامیاب ہو گئے' اور امریکہ میں مزدور کے یومیہ اوقاتِ کار 8 گھنٹے مقرر ہو گئے۔

کمیونزم نے فلسفیانہ اور دانشورانہ سطح پر تو مغربی یورپ میں جنم لیا تھا۔ کارل مارکس کا تعلق جرمنی سے تھا' لیکن عملاً بالشویک انقلاب سوویت یونین میں رونما ہوا۔ اور اِس نے مشرقی یورپ کی طرف سفر بڑی آسانی سے طے کیا۔ اِس انقلاب پر مئی 1886ء میں شکاگو میں ہونے والے واقعات کا گہرا اثر تھا۔ 1917ء کا انقلاب چونکہ بنیادی طور پر معاشی انقلاب تھا اور اِس کا نعرہ مزدور کے معاشی استحصال کا خاتمہ تھا' لہٰذا انقلاب سے تقریباً تیس سال قبل ماہ مئی میں شکاگو میں ہونے والے واقعات کو انقلابی قیادت نے مکمل طور پر اپنا لیا۔ برطانوی استعمار نے اِس دور میں جتنی دنیا پر اپنے سامراجی پنجے گاڑے ہوئے تھے' اِن میں اہم ترین ہندوستان تھا۔ آزادی کی تحریکیں برصغیر کے طول و عرض میں مختلف جماعتیں مختلف انداز میں چلا رہی تھیں۔ برطانیہ سرمایہ دارانہ جمہوریت کے نظریہ کا علمبردار تھا' لہٰذا ہندوستانی عوام میں برطانیہ مخالف نظریات کو بہت جلد پذیرائی حاصل ہو جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ 1929ء میں ہندوستان کے کمیونسٹوں نے یومِ مئی منانا شروع کر دیا' اگرچہ مسلمانانِ ہند کی انتہائی قلیل تعداد اِس طرف راغب ہوئی۔

اسلام کے نام پر بننے والے ملک' مملکت خداداد پاکستان میں پہلی لیبر پالیسی 1969ء میں نور خان نے متعارف کروائی۔ یعنی 22 سال کی طویل مدت میں کسی نے اِس مظلوم طبقہ کے بارے میں سوچنا بھی گوارا نہ کیا۔ 1972ء میں بھٹو نے لیبر پالیسی کا اعلان کیا۔ ساٹھ سال کی طویل مدت میں کل دو عدد لیبر پالیسیاں پاکستان کے محنت کشوں کو نصیب ہوئیں۔ البتہ زبانی جمع خرچ بہت ہوا اور غریب کے حق میں ٹسوے بہانے والی قیادتیں آتی جاتی رہیں۔ پاکستان میں اِس وقت 40 لاکھ سے زائد بھٹہ مزدور ہیں جو جانوروں اور حیوانوں کی سطح پر زندگی گزار رہے ہیں' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کے سیٹھوں اور سرکاری افسروں کے پالتو جانور بھی اِن انسانوں سے کہیں بہتر زندگی گزار رہے ہیں۔ اِس بانڈڈ لیبر کی حالتِ زار دورِ جہالت کے غلاموں اور کنیزوں سے بدتر ہے۔ صنعتی اداروں میں سرمایہ دار نے لیبر قوانین سے بچ نکلنے کا یہ راستہ ڈھونڈا ہے کہ لیبر کنٹریکٹ سسٹم شروع کر دیا' یعنی مزدور کو اُجرت تو ماہانہ ملے گی لیکن اطلاق Daily wages system کا ہوگا۔ کنٹریکٹ سسٹم آئینی اور قانونی لحاظ سے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یعنی مالک جب چاہے مزدور کو کان سے پکڑ کر نکال باہر کرے اور اُس کے گھر کا چولہا بجھ جائے۔ اُسے قطعی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ کل وہ برسرِ روزگار ہوگا یا بے روزگار۔ وہ زندگی کی کوئی منصوبہ بندی نہیں کر سکتا۔ اُس کے بچوں کی تعلیم کا سلسلہ کسی وقت بھی منقطع ہو سکتا ہے۔ کنٹریکٹ سسٹم میں تعطیل اور سوشل سیکیورٹی کا کوئی (باقی صفحہ 17 پر)

”تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 16 — 26 اپریل تا 2 مئی 2007ء — 8 تا 14 ربیع الثانی 1428ء — شمارہ 16

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
67۔اے' علامہ اقبال روڈ' گڑھی شاہو' لاہور۔54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور۔54700
فون: 03-5869501

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......250 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

ادارہ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

رُباعیات

بالِ جبریل

ساتویں رباعی

عرب کے سوز میں سازِ عجم ہے
حرم کا راز توحیدِ اُمم ہے
تہی وحدت سے ہے اندیشۂ عرب
کہ تہذیبِ فرنگی بے حرم ہے

اگر مسلمان عشقِ الٰہی سے سرشار ہو جائیں تو وہ توحیدِ الٰہی کی اشاعت میں سرگرم ہو جائیں گے اور توحیدِ الٰہی کی اشاعت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام اقوامِ عالم میں وحدت کا رنگ پیدا ہو جائے گا۔ اسلام چونکہ توحیدِ الٰہی کا علم بردار ہے' اس لیے اس کا مقصود اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں توحیدِ اُمم قائم ہو جائے۔ توحیدِ الٰہی کا منطقی نتیجہ توحیدِ اُمم یا وحدتِ اقوام ہے۔ اسی نکتے کو اقبال نے ''ضربِ کلیم'' میں یوں بیان کیا ہے:

مکّہ نے دیا خاکِ جنیوا کو یہ پیغام
جمعیتِ اقوام کہ جمعیتِ آدم؟

مغربی اقوام کے ذہن میں توحیدِ اُمم (جمعیتِ آدم) کا تصور اس لیے پیدا نہیں ہو سکتا کہ اُن کی تہذیب (نظامِ فکر) عقیدۂ الٰہی سے بے گانہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپین اقوام کا وجود دنیا والوں کے لیے ایک مستقل لعنت بن گیا ہے۔ جب تک یہ قومیں توحیدِ الٰہی کا عقیدہ قبول نہیں کریں گی' دنیا میں امن و امان قائم نہیں ہو سکتا۔

آٹھویں رباعی

کوئی دیکھے تو میری نَے نوازی
نفس ہندی' مقامِ نغمہ تازی!
نگہ آلودۂ اندازِ افرنگ!
طبیعت غزنوی' قسمت ایازی!

دراصل اقبال نے اپنی شخصیت کے پردے میں اپنی قوم کی تصویر کھینچی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری شاعری کی کیفیت یہ ہے کہ الفاظ تو ہندی ہیں' لیکن مضامین اور خیالات اسلامی ہیں۔ میری ذہنیت مغربی تعلیم کی بدولت افرنگی اندازِ فکر سے آلودہ ہو گئی ہے۔ لیکن غور و فکر کا طریقہ اسلامی ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا تو حکمرانی کے لیے کیا تھا' لیکن اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے غلامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

نویں رباعی

ہر اِک ذرّہ میں ہے شاید مکیں دل
اسی جلوت میں ہے خلوت نشیں دل
اسیر دوش و فردا ہے ولیکن
غلامِ گردشِ دوراں نہیں دل

کائنات کے ہر ذرّے میں دل یعنی عشق جلوہ فرما ہے۔ ہر شے زبانِ حال سے معشوقِ حقیقی کے وجود پر شہادت دے رہی ہے۔ یہ مضمون اِس آیت سے ماخوذ ہے۔ ''یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَافِی الْاَرْضِ'' یعنی زمین اور آسمانوں میں جو شے بھی پائی جاتی ہے' وہ (زبانِ حال سے) اللہ کی حمد و ثنا کر رہی ہے۔ بالفاظ دیگر کائنات میں جس قدر اشیاء نظر آتی ہیں' سب میں عشق کا جذبہ پوشیدہ (خلوت نشیں) ہے۔ خلاصۂ کلام یہ کہ عشق ہی بنائے عالم ہے۔ اقبال ''جاوید نامہ'' میں کہتے ہیں:

در دو عالم ہر کجا آثارِ عشق
ابنِ آدم سرّے از اسرارِ عشق

عشق کی شان یہ ہے کہ چونکہ وہ اشیائے کائنات یا انسان سے مربوط ہے' اور انسان زمان و مکاں کی قید میں ہے' اس لیے عشق بھی اسیر دوش و فردا تو بے شک ہے' لیکن اپنی اصل کے لحاظ سے گردشِ دوراں (قیدِ زمان و مکاں) سے آزاد ہو سکتا ہے۔

اِس شعر میں ''اسیر'' اور ''غلام'' یہ دو لفظ غور طلب ہیں۔ اسیر وہ ہے جو بذاتِ خود تو آزاد ہو' لیکن کسی وجہ سے گرفتار ہو گیا ہو۔ غلام وہ ہے جو اپنی آزادی سے محروم ہو چکا ہو' اور غلامی اُس کی زندگی بن گئی ہو۔ اقبال کہتے ہیں کہ جوہرِ عشق' قلبِ انسانی میں آ کر اسیرِ زمان و مکاں تو بے شک ہو گیا ہے' لیکن اُس نے غلامی کی زندگی قبول نہیں کی' کیونکہ اپنی اصلیت کے لحاظ سے وہ زمان و مکاں سے بالاتر ہے۔ اس لیے اگر انسان اس کے کہنے پر چلے تو اس کی بدولت خود بھی زمان و مکاں کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے۔

دسویں رباعی

ترا اندیشہ افلاکی نہیں ہے
تری پرواز لولاکی نہیں ہے
یہ مانا اصل شاہینی ہے تیری
تیری آنکھوں میں بے باکی نہیں ہے!

اِس رباعی میں اقبال نے مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار پر تبصرہ کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ بات تو درست ہے کہ تیری اصل شاہینی ہے' یعنی اللہ نے تجھے حکمرانی کے لیے پیدا کیا ہے' لیکن تُو چونکہ اپنی حقیقت سے بیگانہ ہو گیا ہے' اس لیے تُو نے اپنی صفات بھی سب زائل کر دی ہیں۔ چنانچہ اب نہ تیرے اندر ترقی کا جذبہ پایا جاتا ہے' نہ تسخیرِ کائنات کا حوصلہ نظر آتا ہے' نہ تیرے اندر سرفروشی کا مادہ باقی ہے' اور نہ اعلائے کلمۃ الحق کا ولولہ کارفرما ہے۔ اندریں حالات تُو خود فیصلہ کر کہ تُو کس طرح اپنے منصبِ خلافتِ الٰہیہ کو حاصل کر سکتا ہے۔

منبر و محراب

راہِ حق کی آزمائشیں

مسجد دارالسلام' باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کے 16 مارچ 2007ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[آیات قرآنی کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! گزشتہ چند اجتماعات جمعہ سے توبہ کا موضوع زیر بحث ہے۔ اِس سلسلے میں توبہ کی ضرورت واہمیت' دین میں اُس کا مقام' اُس کے تقاضے' اُس کی شرائط اور انفرادی واجتماعی توبہ پر تفصیل سے گفتگو ہو چکی ہے۔ آج اِس کے جس پہلو پر گفتگو کرنا ہے وہ ہے: ''راہ حق کی آزمائشیں''۔

توبہ اللہ تعالیٰ کی شان غفاری اور رحمت کا مظہر ہے۔ کوئی شخص خواہ گناہوں اور معصیات کا کتنا ہی بڑا بوجھ لے کر اللہ کے دربار میں آئے اور اپنے غلط طرز عمل' نافرمانیوں اور بغاوتوں پر نادم اور شرمندہ ہو کر اُس سے معافی مانگے اور استغفار کرے' اللہ تعالیٰ اُسے معاف کر دیتے ہیں۔

﴿ وَهُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ ...... ﴾ (الشوریٰ:25)

''اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور (اُن کے) قصور معاف کرتا ہے۔''

لیکن گناہوں سے توبہ کرنے والے شخص کو یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے' کہ چونکہ وہ توبہ کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو چکا ہے' لہٰذا اب راحت و آرام اور آسائشیں ہی اُس کا مقدر ہوں گی۔ اب اُس پر کوئی امتحان نہیں آئے گا۔ کوئی مشکل اور سختی نہیں آئے گی۔ بلکہ اُسے اِس حقیقت کا ادراک کرنا اور ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ راہ حق پر چلتے ہوئے قدم قدم پر اُسے آزمائشوں' ابتلاؤں' اور امتحانات سے سابقہ پیش آئے گا۔ زندگی کے آخری سانس تک راہ حق کی مشکلات اور مصائب اُس کا پیچھا کریں گے۔ کیونکہ یہ زندگی تو سراپا امتحان ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ...... ﴾ (الملک:2)

''اُسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔''

قبل اِس سے کہ صراط مستقیم اور راہ حق کی آزمائشوں پر بات کی جائے' ضروری ہے کہ اِس امر کی وضاحت کر دی جائے کہ صراط مستقیم ہے کیا؟ یوں تو پورا قرآن مجید صراط مستقیم کی تشریح پر مشتمل ہے' اور یہ جواب ہے ہماری اُس دُعا کا جو ہم ہر نماز میں اللہ سے کرتے ہیں کہ ''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ'' (اے اللہ) تو ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ تاہم صراط مستقیم کی پہچان کے لیے انتہائی اختصار کے ساتھ سورۃ العصر میں اُس کے چار سنگہائے میل بیان کئے گئے ہیں۔ ''اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝'' یہ سنگہائے میل ہیں: ایمان' اعمال صالحہ' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر۔

> اللہ تعالیٰ کو ایسا بے حس اور بے حمیت انسان پسند نہیں جو خود تو اللہ کے ذکر و اذکار اور بندگی میں لگا رہے' مگر اُسے معاشرے کی فکر نہ ہو۔ اسے خیال ہی نہ ہو کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں۔ منکرات پھیل رہے ہیں۔ بدی اور برائی دندناتی پھر رہی ہے اور نیکی کونوں کھدروں میں منہ چھپائے بیٹھی ہے

ایمان شاہراہ ہدایت اور صراط مستقیم کا پہلا سنگ میل ہے۔ اِس کے بغیر صراط مستقیم کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ایمان ہے' تو ہدایت اور روشنی سے استفادہ ممکن ہے' اگر یہ نہیں تو پھر اُس راہ پر پیش قدمی نہیں کی جا سکتی ہے۔ دوسری چیز عمل صالح ہے۔ اور اِس کا دارومدار ایمان ہی پر ہے۔ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان جتنا گہرا اور راسخ ہو گا' اُسی قدر عمل بھی صالح ہوتا چلا جائے گا۔ بندۂ مومن میں خواہش ہو گی اور یہ عزم پختہ ہو گا کہ مجھے بہرصورت اپنے رب کو راضی کرنا ہے۔ مجھے ایسے کام کرنے ہیں جن سے میرا مالک راضی ہو' اور اُن چیزوں سے بچنا ہے جو اُس کی ناراضی کا باعث بنتے ہیں۔

لیکن محض یہی بات کافی نہیں کہ آدمی اپنے اعمال کی اصلاح کرے' اور پھر مطمئن ہو کر بیٹھا رہے' خود تو اللہ کے ذکر و اذکار اور بندگی میں لگا رہے' مگر اُسے معاشرے کی فکر نہ ہو۔ اسے خیال ہی نہ ہو کہ اللہ کی زمین پر اللہ کی نافرمانیاں ہو رہی ہیں۔ منکرات پھیل رہے ہیں۔ بدی اور برائی دندناتی پھر رہی ہے اور نیکی کونوں کھدروں میں منہ چھپائے بیٹھی ہے۔ اُسے احساس ہی نہ ہو کہ ریاستی اور اجتماعی سطح پر طاغوتی سیاسی نظام راہ بندگی پر چلنے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے' اُس کے ہوتے ہوئے اللہ کے بہت سے احکامات تشنۂ تعمیل ہیں۔ اس نظام کے سبب اللہ کی بندگی کی بجائے ملوک یا جمہور کی بندگی ہو رہی ہے۔ معاشرتی سطح پر آسمانی تعلیمات پامال ہو رہی ہیں۔ معاشی میدان میں سود' جوئے اور دیگر مفاسد نے خدا کے عطا کردہ معاشی ضابطوں کو تہ تیغ کر رکھا ہے۔ ایسا بے حس اور بے حمیت انسان اللہ کو پسند نہیں۔ اپنے اعمال کی اصلاح اور درستگی کے ساتھ بندۂ مومن کی اگلی منزل تواصی بالحق کی ہے' جسے سر کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ بندۂ مومن کے لئے ضروری ہے کہ حق وصداقت کا علمبردار بن کر کھڑا ہو جائے' لوگوں کو حق بات کی دعوت دے' نیکی کی تلقین کرے' بدی سے روکے یا روکنے کی سعی کرے۔ اسلام کی ازلی سچائیوں کے فروغ کے لئے اپنا تن من دھن لگا دے۔ معاشرتی سطح سے بڑھ کر سیاسی میدان میں اللہ کی حاکمیت کا اعلان کرے۔ جب زمین خدا کی ہے تو اُس پر نظام بھی اُسی کا چلنا چاہیے۔ اُس کے سوا کسی کو بھی حاکمیت زیبا نہیں۔

سروری زیبا فقط اُس ذات بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری

زمین میں کچھ قوتیں اللہ کی باغی ہو کر انسانوں پر مسلط ہو گئی ہیں' جن کا کہنا یہ ہے کہ زمین پر اللہ کا نظام نہیں چلے گا' ہمارا ورلڈ آرڈر چلے گا۔ انسانوں میں عدم مساوات' معاشرے میں فحاشی وعریانی اگر آسمانی ہدایت کے منافی ہے' تو ہوا کرے' ہمیں تو وہی معاشرت پسند ہے' جس میں مکمل جنسی آزادی ہو' بے حیائی ہو' عریانیت اور فحاشی کا چلن عام

ہو، ہر وقت نگاہوں کی تسکین کا سامان میسر آئے‘ حیوانیت کے تقاضے پورا کرنے کے تمام دروازے کھلے ہوں‘ کسی پر کوئی بندش نہ ہو۔ لہٰذا ہم یہی نظام نافذ کریں گے۔’’ ایسی شیطانی قوتیں جو اللہ کے باغی نظام کی علمبردار ہوں‘ ہر محاذ پر اُن کے خلاف جہاد کرنا‘ تاکہ اللہ کے دین کے غلبہ کے لئے راہ ہموار ہو‘ تواصی بالحق کا لازمی تقاضا ہے۔

جب بندۂ مومن حق کا علمبردار بن کر کھڑا ہوگا تو اُسے لازماً لوگوں کی طرف سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا‘ اُس پر سختیاں آئیں گی‘ اُسے آزمائشوں کا سامنا ہوگا‘ اُس کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی جائیں گی۔ خاص طور پر جب حق کی صدا باطل نظام کے خلاف اُٹھے گی تو باطل نظام کے تمام کل پرزے حق کے علمبرداروں کی سخت مخالفت اور مزاحمت کریں گے۔ ایسے میں استقامت اور صبر ضروری ہوگا۔ اگر یہاں صبر اور استقامت کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تو سب کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا۔ اس لئے اِس مرحلے پر حق کے علمبرداروں کے لئے ہدایت یہ ہے کہ باہم ایک دوسرے کو صبر کی اور حق وسچائی پر قائم رہنے کی تلقین کریں۔

اہل ایمان کو یہ بات ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے ’راہ حق پر چلتے ہوئے مشکلات اور مصائب لازماً آئیں گے‘ اگر انہیں مشکلات پیش نہ آئیں‘ تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ جس راہ پر ہم چل رہے ہیں‘ صراط مستقیم نہیں ہے‘ کوئی اور راستہ ہے۔

جیسا کہ واضح کیا گیا کہ ایمان‘ اعمال صالحہ‘ حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین‘ صراط مستقیم کے چار سنگ میل ہیں‘ جن سے ہم نے بہر صورت گزرنا ہے۔ لیکن یہ گزرنا آسان نہیں۔ اِن میں سے ہر مرحلے پر مشکلات اور آزمائشیں آئیں گے۔ ایمان ہی کو لے لیں۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے ہو‘ مگر بسا اوقات انسان محبت الٰہی کے امتحان میں پڑ جاتا ہے۔ ایک طرف اولاد اور بیوی کی ناجائز فرمائشیں ہوتی ہیں‘ اور دوسری طرف احکام الٰہی کی بجا آوری کا جذبہ۔ اب اگر اِس موڑ پر آدمی اللہ کے احکام کو پس پشت ڈال کر بیوی اور اولاد کے غلط مطالبات پورے کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محبت الٰہی کے امتحان میں فیل ہو گیا ہے۔ اسی طرح کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کو ایک جھوٹ کا کلمہ کہہ لینے سے لاکھوں روپے کا فائدہ دکھائی دیتا ہے‘ مگر دوسری طرف جھوٹ کے گناہ کا خیال آتا ہے۔ یوں انسان آزمائش میں پڑ جاتا ہے۔ اِسی طرح ایمان کی آزمائش بسا اوقات اس صورت میں ہوتی ہے کہ آدمی کا توکل واعتماد اللہ پر ہے یا وہ مادی اسباب ووسائل پر تکیہ کرتا ہے۔

نیک اعمال کی بجا آوری بھی آسان نہیں۔ اِن میں بھی مشکلات آتی ہیں۔ نماز کو لے لیں۔ اللہ کا حکم ہے کہ پنج وقتہ نماز اُس کی شرائط اور آداب کے ساتھ ادا کرو۔ لیکن نفس کا تقاضا اِس راہ میں روڑے اٹکاتا ہے۔ صبح سویرے نرم اور گرم بستر سے اُٹھ کر نماز کے لئے مسجد جانا نفس پر ضبط اور کنٹرول کے بغیر آسان نہیں۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے معاملہ میں بھی قدم قدم پر امتحانات آتے ہیں۔

ایمان اور عمل صالح کے لیول پر جو امتحانات اور مشکلات آتی ہیں اِن میں بنیادی کردار دو قوتوں کا ہے۔ ایک انسان کا نفس ہے‘ جس کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا کہ یہ بُرے کاموں ہی کی طرف بلاتا ہے۔ اور دوسرا انسان کا ازلی دشمن شیطان ہے‘ جس نے تا قیامت اللہ کے بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے اللہ سے مہلت مانگ رکھی ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ لوگ اللہ کی بندگی کریں‘ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں۔ لہٰذا وہ انسانوں کو ورغلاتا ہے‘ بطور خاص اُس کا ہدف وہ لوگ ہیں جو صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔ ایسے لوگوں کو پٹڑی سے اتارنا اُس کا خاص مشن ہے۔ قرآن حکیم میں اُس کا قول نقل ہوا ہے:

﴿ ثُمَّ لَاٰتِیَنَّهُمْ مِّنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَیْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ...... ﴾
(اعراف:17)

’’پھر میں ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں سے اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا)۔‘‘

تواصی بالحق کی ادائیگی میں نفس امارہ اور شیطان لعین کے ساتھ ساتھ شیطانی قوتیں بھی اُس کی راہ پوری قوت سے روکنے لگتی ہیں۔ اب اِن قوتوں سے بھی پنجہ آزمائی ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اِس طرح وہ جہاد جو پہلے محض نفس امارہ کے خلاف تھا‘ اب اُس کا دائرہ باطل قوتوں کے خلاف جدوجہد تک وسیع ہو جاتا ہے۔ اب سخت کٹھن مراحل آتے ہیں۔ شدید مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ اذیتوں اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ راہ حق میں جلیل القدر صحابہ کرامؓ کو بھی سخت ترین مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت بلالؓ کے گلے میں رسی ڈال کر انہیں مکے کے پہاڑوں میں گھمایا جاتا۔ شدید گرمی کے عالم میں پتھریلے کنکروں پر لٹا کر سینے پر بھاری پتھر رکھ دیئے جاتے۔ اُن سے کہا جاتا کہ ہمارے معبودوں کا اقرار کرلو مگر قربان جائیں اُن کی عظمت پر اِس تمام تر سختی کے باوجود اُن کی زبان پر احد احد ہی کی صدا بلند ہوتی تھی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کا چچا انہیں کھجور کی چٹائی میں لپیٹ کر نیچے سے دھواں دیتا۔ حضرت خباب بن الارتؓ کو انگاروں پر پیٹھ کے بل لٹا دیا گیا۔ اُن کی پیٹھ جھلس گئی‘ مگر کوئی چیز انہیں راہ حق سے انحراف پر آمادہ نہ کرسکی۔ صحابہ کرامؓ سے زیادہ سچی توبہ کرنے والے اور صادق الایمان کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اگر صراط مستقیم پر چلتے ہوئے انہیں مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تو کسی بھی دور میں اہل ایمان کا کوئی گروہ آزمائش اور ابتلاء کے اصول سے بالا نہیں ہوسکتا۔

سورۃ البقرہ میں جہاں سابقہ امت مسلمہ یعنی یہود کو اللہ کی نمائندہ امت کے منصب سے معزول اور امت محمدیہ ﷺ کو اس منصب پر فائز کیا گیا اور اُس پر شہادت علی الناس کی ذمہ داری ڈالی گئی کہ اب رہتی دنیا تک اُسے حق کی علمبردار بن کر کھڑا ہونا اور انسانیت تک دین حق کو پہنچانا ہے‘ وہیں یہ بات بھی واضح کی گئی کہ ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے۔

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ...... ﴾ (البقرہ:155)

’’اور ہم کسی قدر خوف اور بھوک اور مال اور جانوں اور میووں کے نقصان سے تمہاری آزمائش کریں گے۔‘‘

اور جو لوگ اِن آزمائشوں پر پورا اُتریں گے اُن کی بابت مندرجہ بالا آیت کے آخر میں نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا:

﴿ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ﴾

’’(اے نبی ﷺ) آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔‘‘

اسی سورت میں ایک تنبیہ بھی آئی ہے۔ فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ﴾ (البقرہ)

’’کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی (مشکلیں) تو پیش آئی ہی نہیں۔ ان کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو ان کے ساتھ تھے‘ سب پکار اٹھے کہ کب اللہ کی مدد آئے گی۔ دیکھو خدا کی مدد قریب ہے۔‘‘

اِس آیت میں ایک وارننگ اور ایک بشارت ہے۔ وارننگ یہ کہ ابھی جلدی نہ کرو۔ راہ حق میں ابھی بڑی بڑی آزمائشیں آئیں گی۔ اور بشارت یہ کہ جو لوگ سختیوں اور مصائب کے باوجود حق پر ڈٹے اور جمے رہے‘ بالآخر وہ وقت ضرور آئے گا جب انہیں اللہ کی نصرت خصوصی حاصل ہوگی۔

سورۃ العنکبوت میں یہی بات یوں فرمائی گئی:

﴿ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ﴾ (العنکبوت)

’’کیا لوگ یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ (صرف) یہ کہنے

ہے کہ ہم ایمان لے آئے' چھوڑ دیے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔"

آگے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ ﴾ (العنکبوت)

"اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں ہم نے ان کو بھی آزمایا تھا (اور ان کو بھی آزمائیں گے)۔ سو اللہ ان کو ضرور معلوم کرے گا جو (اپنے ایمان میں) سچے ہیں اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔"

بہر حال آزمائش و امتحان اللہ کی سنت ہے' جو اہل حق پر بہر صورت آنی ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ کوئی راہِ حق کا راہی ہو اور اُسے امتحانوں سے واسطہ نہ پڑے۔

شہادت گہِ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

ابتلاء و آزمائش کے لئے بندۂ مومن کا ہتھیار صبر ہے' اور صبر و استقامت کے لئے وہ اللہ ہی کی نصرت کا محتاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی انسان کا مددگار اور حامی و ناصر ہے۔ قرآن حکیم میں نبی اکرمؐ کو براہِ راست مخاطب کر کے فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ﴾ (النحل:127)

"اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر بھی اللہ کی مدد سے ہے۔"

یہی بات سوالیہ انداز میں یوں کہی گئی:

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (زمر:36)

"کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں؟"

اسلام کے مکی دور میں جب کہ مسلمانوں پر ظلم و تشدد کی انتہا کر دی گئی تھی اور اس بنا پر انہیں حبشہ ہجرت کی اجازت دی گئی' اس موقع پر جو آیات نازل ہوئیں اُن میں بھی فرمایا گیا کہ تلاوت قرآن اور نماز کا اہتمام کیجئے۔ اس میں گویا یہ بتا دیا گیا کہ مشکلات اور سختیوں میں یہ دونوں چیزیں قوت استحکام اور استقامت کا باعث ہوں گی۔ فرمایا:

﴿اُتْلُ مَا اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ﴾ (العنکبوت:45)

"(اے محمدؐ یہ) کتاب جو تمہاری طرف وحی کی گئی ہے اس کو پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔"

یعنی قرآن کی تلاوت کرو۔ اس سے تمہیں وہ قوت حاصل ہوگی جو باطل کے خلاف کارگر ثابت ہوگی۔ پھر یہ کہ نماز قائم کرو۔ فرض نماز کے ساتھ ساتھ نوافل بھی ادا کرو' یہ دونوں تمہاری قوت اور استحکام کا ذریعہ بنیں گی۔

سورۃ البقرہ میں بھی فرمایا گیا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات اور سختیوں میں اہل ایمان کا وجود بھی ایک دوسرے کے لئے سہارا ہے۔ انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہیے۔ ایک دوسرے کے مسائل کے حل کی فکر کرنی چاہیے۔ اس طرح اسلامی تحریک قوی اور مضبوط ہوتی ہے' اور اُس کے کارکنان کو صراط مستقیم پر گامزن رہنے اور آگے بڑھنے میں مدد ملتی ہے۔ انہیں حق پر ڈٹے رہنے اور استقامت اختیار کرنے کے لئے حوصلہ ملتا ہے۔ مسلمان بھائیوں کی تکالیف کو رفع کرنا' اُن کے کام آنا' انہیں مصائب اور مشکلات سے نکالنے کی کوشش کرنا بہت اجر و ثواب کا باعث ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اُس کی نصرت فرماتا ہے اور نہ صرف دنیا میں اُس کی مشکلات اور مسائل میں مدد کرتا ہے' بلکہ آخرت میں بھی اُس کے لئے آسانیاں پیدا کرے گا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی شخص دنیا میں اپنے بھائی کی ایک تکلیف رفع کرے گا' اللہ تعالیٰ آخرت کی تکالیف کو اُس سے دور فرمائیں گے۔ ایک اور موقع پر فرمایا کہ جس شخص نے کسی مشکلات میں گھرے شخص کے لئے آسانیاں کیں اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانیاں پیدا کریں گے۔

سچی توبہ کے بعد اگر ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق ہو تو ہمیں یہ بات پیش نظر رکھنی ہوگی کہ اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ تواصی بالحق اور تواصی بالصبر اس راہ کے سنگہائے میل ہیں' پھر یہ کہ اس راہ میں مشکلات بھی آئیں گی' جنہیں خندہ پیشانی سے ہمیں جھیلنا ہوگا اور اُن میں اللہ تعالیٰ سے خصوصی نصرت طلب کرنا ہوگی۔ تلاوت قرآن اور نماز سے قوت حاصل کرنا ہوگی۔ اور مسلمان بھائیوں کو ایک دوسرے کا سہارا بننا ہوگا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی اور اُس راہ میں آنے والی تمام مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

قرآن کالج

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور
کے زیر اہتمام اِس سال

اسلامک جنرل نالج ورکشاپ

کا انعقاد...... 28 مئی تا 30 جون 2007ء...... ہوگا' ان شاء اللہ!

اوقات: صبح 8:30 تا دوپہر 12.10 بجے روزانہ

مضامین:

1) تجوید و ناظرہ
2) مطالعہ قرآن حکیم
3) مطالعۂ حدیث
4) تعارف ارکان اسلام' مسائل نماز
5) کمپیوٹر EDP
6) بنیادی انگلش گرامر پر خصوصی لیکچرز

کورس کے اختتام پر کامیاب طلبہ میں اسناد تقسیم کی جائیں گی۔

ہاسٹل میں محدود سہولت دستیاب ہے۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کو شام کے اوقات میں بھی مصروف رکھنے کا اہتمام ہوگا۔ ان شاء اللہ!

نوٹ: کورس فیس 500 روپے جبکہ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کیلئے زرِ طعام و رہائش 1800 روپے

المعلن: پروفیسر طارق مسعود' پرنسپل قرآن کالج (فون: 042-5833637)

شیخ بدیع الزمان کا فکر انگیز خطبہ

سید قاسم محمود

شیخ بدیع الزماں سعید نُورسی نے 1923ء میں شام کا سفر کیا اور شامی علماء کے اصرار پر جامع اموی میں خطبہ دیا جس میں دس ہزار سے زیادہ افراد موجود تھے۔ کبار علماء کی تعداد سو سے زیادہ تھی۔ اِس خطبے میں آپ نے جن حقائق کی نشان دہی کی تھی' وہ آگے چل کر رونما ہو کر رہے۔ اگرچہ دو عالمی جنگوں اور پچیس سالہ استبدادی حکومت نے اِن حقائق کے رونما ہونے میں کچھ تاخیر کی' مگر عالمِ اسلام کی سطح پر وہ تمام پیش گوئیاں درست ثابت ہوئیں' اِس لیے ''خطبۂ شامیہ'' کی حیثیت محض ایک رسمی تقریر کی نہیں ہے' بلکہ اسلامی عمرانیات کا مطالعہ ہے۔ یہاں اِس خطبے کے چند اقتباسات دیے جا رہے ہیں جس سے شیخ کی دعوت و تحریک کے بعض بنیادی گوشے سامنے آتے ہیں۔

آپ نے حمد وثنا کے بعد خطبے کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: ''میں اِس منبر پر آپ کی رہنمائی کے لیے نہیں بیٹھا ہوں۔ رہنمائی میری حدود سے باہر کا کام ہے۔ آپ حضرات کے تعلق سے میری مثال اُس طفلِ مکتب کی سی ہے جو صبح کو مدرسے جاتا ہے۔ پھر شام کو واپس آ کر والدین کے سامنے اپنا سبق دہراتا ہے' تاکہ جو کچھ اُس نے مدرسے میں پڑھا ہے' اُس کی صحت و خطا کا پتا چل جائے۔ یہی حال ہمارا اور تمام اسلامی گروہوں کا ہے۔ آپ عرب ہیں۔ ہم ترکوں کی حیثیت آپ کے شاگردوں کی ہے۔ آپ ہمارے اُستاد اور معلم ہیں۔ ہم نے آپ ہی سے درس لیا ہے۔ یہاں میں وہ آموختہ دہراتا ہوں جو میں نے اپنے اساتذہ سے سیکھا ہے۔''

''میں نے زندگی کے حقائق سے' اجتماعی و معاشرتی زندگی کے عمل سے' اور انسانیت جس دور سے گزر رہی ہے اُس کی حقیقتوں سے یہ تعلیم پائی ہے کہ چھ مہلک بیماریاں ایسی ہیں' جنہوں نے ہمیں قرونِ وسطیٰ کی ظلمتوں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا ہے' جبکہ آج اغیار اور خاص طور پر یورپین نہایت سرعت کے ساتھ مستقبل کی طرف رواں دواں ہیں اور وہ ترقی اور علمی پیش رفت کے میدانوں میں سبقت کر رہے ہیں۔ وہ مہلک بیماریاں مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ مایوسی و نامرادی' جو ہماری نفسی نامرادی و حیرت کا اصل سبب رہی ہے۔
2۔ اجتماعی و سیاسی زندگی میں صداقت اور راست بازی کا فقدان
3۔ نفرت وعداوت سے محبت
4۔ مسلمانوں کے درمیان رُوحانی رابطے کی کمی
5۔ مختلف متعدی امراض کی طرح استبداد کا عام ہونا
6۔ عوامی منفعت کی پروا کیے بغیر ذاتی و شخصی مفادات میں عزائم اور ارادوں کی محصوری

اِن چھ مہلک امراض کا علاج کرنے کے لیے قرآن کریم ہی سے رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے' کیونکہ قرآن ہی ہماری معاشرتی زندگی کے لیے شفاخانہ کا کام کرے گا۔ ہم اِسی یونیورسل شفاخانے سے چھ کلمات کا انتخاب کرتے ہیں' کیونکہ علاج کا کوئی طریقہ اس کے سوا مجھے نہیں معلوم۔

شیخ نے فرمایا: ''میں اِس منبر پر سے پورے ایمان و اعتقاد کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ مستقبل تنہا اسلام کے لیے ہے' اور وہ وقت آ رہا ہے کہ قرآن اور اُس کے ایمانی حقائق کے سوا کسی اور دستور کی حکومت نہ رہے گی۔

پھر شیخ نے یہ چھ کلمات اور ان کی تشریح بیان کی:

(1) امید (2) مایوسی سے اجتناب (3) صداقت اور راست بازی (4) محبت (5) رابطۂ اسلامی (6) شوریٰ

''اُمید'' سے شیخ کی مراد رحمتِ خداوندی پر اعتماد کرنا اور آخری حد تک اُس کا سہارا لینا ہے۔ شیخ نے اُمید اور رحمتِ خداوندی کا سہارا لے کر عالمِ اسلام کو یہ مژدہ بھی سنایا کہ مسلمانوں کی دنیاوی سعادت و خوشحالی' خاص طور پر عثمانیوں اور عربوں کی مادی فلاح و بہبود کا وقت آیا چاہتا ہے۔ انہی کی ترقی' بیداری اور ہوش مندی پر عالمِ اسلام کی ترقی و کامرانی موقوف ہے' اور اب مایوسی و نامرادی کے باوجود خوشحالی کا سورج طلوع ہونے کو ہے۔

شیخ نے فرمایا: ''میں اِس منبر پر سے پورے ایمان و اعتقاد کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ پوری دنیا مایوسی کے باوجود یہ سُن لے کہ مستقبل تنہا اسلام کے لیے ہے اور وہ وقت آ رہا ہے کہ قرآن اور اُس کے ایمانی حقائق کے سوا کسی اور دستور کی حکومت نہ رہے گی' اس لیے ہم پر واجب ہے کہ تقدیرِ الٰہی کے دائرے میں اپنی موجودہ صورتِ حال پر راضی بہ رضا ہوں اور زیادہ نالہ و شیون نہ کریں' جبکہ روشن مستقبل ہمارے انتظار میں ہے' یہ ایسا دعویٰ ہے' جس کے حق میں میرے پاس متعدد دلائل ہیں۔''

اسلام معنوی ترقی کا ضامن ہے

شیخ نورسی نے اسلام کے روشن مستقبل کے حق میں ایک مضبوط دلیل یہ فراہم کی کہ اسلام مادی و معنوی ترقی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اسلام کے اندر معنوی ترقی کی صلاحیت کی موجودگی پر گفتگو کرتے ہوئے شیخ نے فرمایا: ''یہ معلوم ہے کہ تاریخ واقعات وحقائق کا بہترین ریکارڈ اور حادثات و واقعات کا سچا گواہ ہے۔ جاپانی کمانڈر جس نے روس کو شکست دی تھی' اسلام کی عظمت و حقانیت پر مندرجہ ذیل گواہی دیتا ہے:

''تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کی قوت' ترقی اور کامرانی کا راز اُن کی دین داری' مذہب پسندی اور اعلیٰ اخلاق و کردار میں پوشیدہ ہے۔ وہ جس قدر اپنے دین کے پابند اور اُس کے اصولوں کے علم بردار ہوں گے' ترقی و کامرانی کے زینے طے کرتے رہیں گے۔ اسی طرح اس کے برعکس صورتِ حال بھی ہوگی' یعنی جس قدر دین سے اُن کا تعلق کمزور ہوگا' اُس کے اصولوں سے دُور ہوں گے' اُسی قدر پسماندہ ہوں گے اور مختلف حوادث کا شکار رہیں گے۔ وہ تنگی و بدحالی میں مبتلا ہوں گے اور محکومیت و مغلوبیت اُن کا مقدر ہو گا۔ دوسرے مذاہب کا معاملہ اسلام کے برعکس ہے۔ دوسرے مذاہب کے علم بردار جس قدر اپنے دین سے دُور ہوں گے اور دین کے لیے اُن کا تعصب اور اُن کی شدت جس قدر کمزور ہو گی' وہ تہذیبی ترقی و کامرانی کے مراحل اُتنی ہی آسانی سے طے کرلیں گے' اور جس قدر مذہب کے معاملے میں وہ متعصب اور شدت پسند ہوں گے' انحطاط و زوال میں وہ اُسی قدر پھنستے جائیں گے۔''

یہ صرف جاپانی کمانڈر کی رائے نہیں' بلکہ تاریخ کا فیصلہ ہے۔ تاریخ انسانی میں خوشحالی و سعادت کے دور سے

لے کر آج تک تم کوئی ایسا واقعہ نہیں پاؤ گے، جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ مسلمان نے اپنا دین چھوڑ دیا اور اُس کی جگہ کسی اور مذہب کو اختیار کر لیا ہو اور اس ترک و اخذ میں اُس نے عقلی استدلال اور منطق صحت مند دلائل کا سہارا لیا ہو۔ یہاں عوام کی تقلید سے بحث نہیں ہے، جو کسی دلیل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، نہ دین سے بغاوت اور اُس کی اعلیٰ اقدار سے سرکشی زیرِ گفتگو ہے، کیونکہ یہ ایک دوسری چیز ہے، جبکہ دوسری طرف یہ صورتِ حال بھی ہے کہ دوسرے مذاہب کے پیروکار، یہاں تک کہ تعصب کے شکار افراد بھی، جیسے قدیم رُوسی اور انگریز اسلام قبول کر رہے ہیں، اور اُن کا قبولِ اسلام بحث و مطالعہ اور عقلی استدلال و محاکمہ کے بعد وجود میں آتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ افواج اور جماعتوں کی سطح پر اسلام کو قبول کرنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔

اگر ہم اسلام کو نافذ کریں اور اپنے رویے اور افعال میں اُس کے اخلاقی کمالات اور ایمانی حقائق کا مظاہرہ کریں تو دوسرے مذاہب کے پیروکار اسلام کے دامن میں گروہ در گروہ داخل ہوں گے، جبکہ نوعِ انسانی نے جہالت کی بدترین تکلیفیں جھیلی ہیں اور جدید علوم و فنون کے نتائج کی روشنی میں اُس نے اپنی آنکھیں کھولی ہیں، اور اس سے انسان کی حقیقت و ماہیت کا پتا چلا لیا ہے۔ اس کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی مذہب کے یونہی زندگی گزار دے، بلکہ جو لوگ بڑے ملحد اور دشمنِ دین بنتے ہیں، وہ بھی آخر میں خواہی نخواہی مذہب کا سہارا لیتے ہیں، کیونکہ انسان مختلف قسم کے مصائب و آفات کا شکار ہے۔ بیرونی و اندرونی حالات، ہر طرف سے دشمنوں کی یلغار کا اُسے سامنا ہے، جبکہ وہ عاجز و درماندہ ہے۔ وسائل سے محروم ہے اور اُس کی ضروریات لامحدود ہیں، لیکن وہ محتاج اور ضرورت مند ہے۔ اس کے لیے کوئی ملجا و ماویٰ اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ اس دنیا کے خالق کی معرفت حاصل کرے، اس پر ایمان لے آئے اور آخرت کی تصدیق کرے۔ اس سے اُس کی لامحدود آرزوئیں اور لامتناہی خواہشات پوری ہو سکتی ہیں اور جہالت کی بے ہوشی سے بیدار انسانیت کے لیے کوئی راہِ نجات اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خالقِ حقیقی کا اعتراف و اقرار کرے۔''

شیخ نُورسی کا استدلال یہ تھا کہ آج انسانیت الحاد و بغاوت کی طغیانیوں کا سامنا کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچ چکی ہے کہ مذہب کی ضرورت قطعی اور حتمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن بار بار عقل و تدبر سے کام لینے، بحث و تحقیق کی فضا قائم کرنے اور تفکر کو مشعلِ راہ بنانے پر زور دیتا ہے، تاکہ انسان حقیقت تک رسائی حاصل کر سکے۔ مثال کے طور پر:

☆ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (خوب جان رکھو کہ اللہ سب پر غالب اور حکیم و دانا ہے)

☆ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ (سمجھ لو کہ یہ دراصل اپنی خواہشات کے پیرو ہیں)

☆ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ (کیا یہ لوگ عقل سے کام نہیں لیتے)

☆ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ (کیا یہ دیکھتے نہیں)

☆ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ (کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے)

☆ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ○ (پس عبرت حاصل کرو اے دیدۂ بینا رکھنے والو)

شیخ نورسی نے اِن آیات کی تشریح کرتے ہوئے بیان فرمایا: ''یہ آیات انسانی عقل سے خطاب کرتی ہیں اور بار بار پوچھتی ہیں، تم نے علم کا راستہ چھوڑ کر جہالت کا طریقہ کیوں اختیار کر رکھا ہے؟ تم نے اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ کر حق سے اعراض کیوں کیا ہے؟ کس چیز نے تمہیں دیوانگی اور جنون میں مبتلا کر دیا ہے، جبکہ تم صاحبِ عقل ہو؟ کس چیز نے تمہیں واقعاتِ زندگی پر غور و تدبر کرنے سے منع کر دیا ہے کہ تم عبرت حاصل نہیں کرتے اور صراطِ مستقیم پر نہیں چلتے؟ تم تفکر کیوں نہیں کرتے؟ اور اپنی عقلوں کو حکم کیوں نہیں بناتے کہ گمراہی سے بچ سکو؟ قرآن ہمیں آواز دے رہا ہے کہ اے لوگو! بیدار ہو جاؤ اور عبرت حاصل کرو۔ ماضی کی اقوام سے نصیحت پکڑو اور معنوی آفات اور دنیاوی مصائب سے نجات پانے کے لیے جدوجہد کرو۔''

شیخ نے اپنا یہ موقف صراحت سے بیان کیا کہ ہم قرآن کے خادم دلیل و برہان ہی کو تسلیم کرتے ہیں، مگر یہ دلیل و بُرہان راہبوں اور درویشوں کی تقلید سے مبتلا نہیں ہے، بلکہ ایمانی حقائق سے معمور ہے۔ مستقبل میں عقل و علم ہی کی حکومت ہوگی اور قرآن کے احکام ہی نافذ العمل ہوں گے، کیونکہ قرآن کی بنیاد عقل، منطق اور بُرہان پر ہے۔ آفتابِ اسلام کو جن بدلیوں نے ڈھانپ لیا تھا، وہ اب چھٹ رہی ہیں۔ چالیس سال سے طلوعِ فجر کے آثار ہویدا ہیں۔ 1371ھ (1951ء) میں صبحِ صادق طلوع ہوا چاہتی ہے۔ اگر یہ فجر کاذب ہوئی تو تمیں، چالیس کے بعد فجرِ صادق کے نمودار ہونے کو کوئی روک نہیں سکے گا۔''

شیخ نُورسی نے خطبۂ شامیہ میں آفتابِ اسلام پر گہن لگانے کے آٹھ اسباب بتائے:

1۔ اغیار اور اہلِ مغرب کی اسلام سے ناواقفیت

2۔ تہذیب و تمدن سے اُن کی دوری و ناآشنائی

3۔ دینِ اسلام کے لیے اغیار کا تعصب۔

(یہ تینوں اسباب شیخ کے تجزیے کے مطابق علمی ترقی اور تمدن کے محاسن رُونما ہونے سے ختم ہو چکے ہیں۔)

4۔ راہبوں اور پادریوں کی چودھراہٹ اور نام نہاد رُوحانی رہنماؤں کا عوام کے ذہن و فکر پر حاوی ہونا۔

5۔ ایسے راہبوں، پادریوں اور رُوحانی رہنماؤں کی اندھی پیروی اور تقلید۔

حُریتِ فکر کی تحریک عام ہونے کے بعد اور نوعِ انسانی میں حقائق کو اختیار کرنے کا رجحان پیدا ہونے کے بعد چوتھی اور پانچویں رکاوٹ بھی مائل بہ زوال ہے اور جلد ہی اس قسم کی سیادت کا خاتمہ ہونے والا ہے۔

6۔ ہمارے اندر آمریت اور استبداد کی رُوح نے جڑ پکڑ لی ہے۔

7۔ شریعتِ اسلامی کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ہمارے اندر بدترین اخلاق اور مذموم صفات پیدا ہو گئی ہیں۔

یہ دونوں رکاوٹیں آسانی سے دُور نہ ہوں گی۔ انفرادی استبداد اُس وقت ختم ہو سکتا ہے جب اجتماعی استبداد کا دروازہ بند ہو جائے۔ آثار بتا رہے ہیں کہ انفرادی استبداد کو زوال آ رہا ہے، اور تمیں چالیس کے بعد اجتماعی استبداد بھی رخصت ہو جائے گا۔ اگر حمیتِ اسلامی بیدار ہو جائے اور مذموم اخلاق کے رُسوا کن نتائج سے آگاہی ہو جائے تو اس رکاوٹ کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے۔

8۔ پہلی نظر میں مذہب اور سائنس کے نتائج میں جو تھوڑا بہت تضاد دکھائی دے رہا ہے، وہ بھی غلبۂ اسلام کی راہ میں رکاوٹ رہا ہے، لیکن یہ رکاوٹ بھی دُور ہو رہی ہے اور میں نے اپنے رسالہ ''المعجزات القرآنیہ'' میں اس تضاد کو دُور کیا ہے۔ مختلف محققین اسلام کی اس میدان میں قابلِ قدر خدمات رہی ہیں۔ (جاری ہے)

✿✿ضرورت رشتہ✿✿

☆ لاہور میں مقیم سید خاندان کو اپنی بیٹی عمر 24 سال تعلیم بی۔اے کے لئے شریف، دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: 5185285

☆ لاہور سے آرائیں خاندان کی 30 سالہ بی۔اے بیٹی کے لئے موزوں رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0306-4724822

☆ اسلام آباد میں مقیم رفیق تنظیم، مغل فیملی، اردو سپیکنگ کو 24 سالہ بیٹی تعلیم ایم ایس سی فزکس اور بیٹا عمر 22 سال بی ایس سی انجینئرنگ (فائنل) کے لئے دینی مزاج کے حامل گھرانوں سے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0333-5688535

☆ بیٹی عمر 24 سال، ذات کشمیری، تعلیم ایم ایس سی نفسیات کے لئے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-4181250

☆ خاتون، عمر 42 سال، تعلیم ایم اے اسلامیات، دیندار کے لئے دینی مزاج کے حامل مرد کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0333-4257805

پاک امریکہ تعلقات

حقیقت کیا ہے؟

مرزا ندیم بیگ

وطن عزیز پاکستان کی ساٹھ سالہ تاریخ میں ہمارے ہر حکمران کی خواہش رہی ہے کہ اُس کی حکومت کو امریکی آشیر باد حاصل رہے اور ''مخصوص حالات'' کی وجہ سے سپر پاور کے پاکستان سے تعلقات بنے بھی ہیں تو اس پر ہمارے حکمرانوں نے جس طرح سے بغلیں بجائی ہیں' ان کا تذکرہ کرتے ہوئے بھی سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ نجانے کیوں ہمارے حکمرانوں نے قومی مفادات' عوامی خواہشات' آئین' دستور اور تو اور دین کو بھی نظر انداز کر کے امریکی قربت کو ملک اور اپنی حکومت کے لئے اہم جانا۔

موجودہ حکومتی ٹولہ بھی جب کبھی اپنے ''کارناموں'' کا کے راگ الاپتا ہے تو اُس میں سر فہرست کارنامہ امریکہ اور اس کے صدر کی قربت کو قرار دیتا ہے۔ امریکی قربت کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے ایک لطیفہ قارئین کی نذر ہے۔ ایک ملک کی شہزادی ایک میراثی کے ساتھ بھاگ گئی۔ شہزادی کی روپوشی کے بعد تمام حکومتی مشینری اور ایجنسیاں حرکت میں آ گئیں اور چند گھنٹوں کی تگ و دو کے بعد شہزادی اپنے آشنا میراثی کے ساتھ بادشاہ کے حضور میں حاضر تھی۔ بادشاہ سلامت نے انتہائی طیش کے عالم میں شہزادی سے پوچھا: آخر اس میراثی میں کون سی ایسی خوبی ہے کہ تم کئی ملکوں کے شہزادوں کے رشتے ٹھکرا کر اس کے ساتھ بھاگنے پر مجبور ہو گئی۔ جواباً شہزادی نے کہا: ابا حضور میں ہرگز میراثی کے عشق میں مبتلا نہیں ہوں اور نہ ہی اس کے ساتھ بھاگنے کا کوئی میرا ارادہ تھا' مگر اس غریب اور مسکین نے میرے ترلے اور منتیں ہی اتنی کیں کہ مجھے اس پر ترس آ گیا اور میں اس کے ساتھ بھاگ نکلی۔ بس پاکستان کے حکمرانوں کے امریکہ کے ساتھ ''سیاسی معاشقے'' کی بھی یہی حقیقت ہے۔

چند ہفتے پہلے امریکی سینٹ میں پیش ہونے والے پاکستان مخالف بلوں کو دیکھ کر چچا سام کے ساتھ ہمارے ''بے مثال تعلقات'' کو سمجھا جا سکتا ہے۔ امریکی سینٹ نے دنیا میں ایٹمی پھیلاؤ کے خلاف ایک بل پاس کیا ہے' جس میں بش انتظامیہ کو تحقیقات کے لئے پاکستان سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان کو طلب کرنے کا اختیار بھی مل گیا ہے۔ اس مجوزہ قانون کا نام ''انسداد ایٹمی بلیک مارکیٹ و دہشت گردی'' رکھا گیا ہے۔ دوسرے بل میں پاکستان کی فوجی اور مالیاتی امداد کو طالبان کے خلاف موثر کارروائیوں سے مشروط کیا گیا ہے اور یہ بل بھی سینٹ سے منظور ہو چکا ہے۔ اس بل کی رو سے امریکی صدر ہر سال ایک سرٹیفکیٹ جاری کیا کریں گے کہ وہ پاکستان کی امریکی مفادات کے لئے کارکردگی سے مطمئن ہیں اور اگر ان کا اطمینان ہوا تو پاکستان کی امداد جاری رہے گی ورنہ امداد بند ہو جائے گی۔

امریکی سینٹ سے منظوری پانے والے بلوں کو دیکھ کر امریکہ کے پاکستان کے بارے میں نقطہ نظر کا صحیح صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔ امریکی دوستی پر نازاں اور فرحاں ہونے والے مشرف اینڈ کمپنی کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ امریکہ نے ہمیں بھی اپنا دوست یا حلیف قرار نہیں دیا ہے' بلکہ اُس سے ہماری جان پہچان ''رضا کارانہ'' طور پر کروسیڈی لشکر کا ادنیٰ سپاہی بننے کی بنا پر ہے۔

نائن الیون کے واقعے نے گو پوری دنیا کے حالات کو متاثر کیا ہے' مگر ہمارے حکمرانوں کے لئے یہ واقعہ ''تحویل قبلہ'' کا واقعہ ثابت ہوا ہے۔ مثلاً ہم نے امریکہ کے وحشی لشکر کا سپاہی بننے کے لئے اپنے برادر ملک افغانستان کی پہلی اسلامی اور پاکستان نواز حکومت کو ختم کرانے کے لئے گھر کے بھیدی کا کردار ادا کیا اور یہ سب کچھ اس توقع پر کیا گیا کہ اب ہونہار طالب علم خیال کر کے امریکہ شاباشی کے لئے ہماری پیٹھ تھپکے گا' ڈالروں سے ہمارے ملک کی تجوریاں بھر جائیں گی' مگر بچھو کی فطرت کے مالک صدر جارج ڈبلیو بش نے الٹا ڈانٹ کے انداز میں کہا کہ ابھی مقامی طالبان کی لاشوں کو بھی ہمارے قدموں میں ڈھیر کرو' پھر شاید ہم خوش ہوں۔

مشرف حکومت نے مقامی طالبان کے خاتمے کے لئے وانا سمیت پورے ملک میں اپنے آپریشن کا آغاز کر دیا۔ کئی داڑھیوں اور پگڑیوں والوں کو تاتاریوں کے انداز میں موت کے گھاٹ اتارا گیا اور اس جنگ میں پاک فوج کے کئی سو جوان بھی امریکی خوشنودی کے لئے سلگائی گئی بھٹی میں جل کر راکھ ہوئے۔ حالانکہ ان جوانوں نے فوج کے مقدس پیشے کو دشمن ملک کے خلاف جنگ کے لئے اختیار کیا تھا۔

اپنے ہی بے گناہ لوگوں کے خلاف آپریشن سے ملکی سالمیت خطرے سے دوچار ہے' اور وہ کام جو پاکستان کے ازلی دشمن بھارت نے اس کی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے لئے کرنا تھا آج اپنے ہی ناداں اور ہوس اقتدار میں مبتلا حکمران کر رہے ہیں اور دوسری جانب افغانستان میں کٹھ پتلی حکومت کے وزیر خارجہ رنگین داد کا بیان ہماری آنکھیں کھول دینے کے لئے کافی ہے جو روزنامہ خبریں میں شائع ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ پاکستان اگرچہ ''دہشت گردی'' کے خلاف جنگ میں اتحادی ہے مگر وہ اپنا صحیح کردار ادا نہیں کر رہا۔ اسے افغانستان میں مداخلت بند کرانا پڑے گی۔ عالمی برادری کو اس صورتحال کا نوٹس لینا چاہیے اور پاکستان کی افغانستان میں مداخلت بند کرانی چاہیے۔ اُس نے مزید کہا کہ اُسامہ افغانستان میں نہیں ہے تاہم وہ پاک افغان سرحدی علاقے میں ہو سکتا ہے۔

پاکستان امریکہ کے صلیبی لشکر کا واحد حلیف ملک ہے' جس کی سرزمین امریکی طیاروں' ہیلی کاپٹروں اور مسلح فوجیوں کے لئے مشقوں کا میدان بنی ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ جب بھی اپنے اسلحے اور نشانہ بازی کی آزمائش کرنا چاہتے ہیں تو بے گناہ' معصوم اور نہتے پاکستانیوں کو اپنا ٹارگٹ بناتے ہیں۔ اس صورتحال کا اگر حقیقی جائزہ لیا جائے تو وہ یہ ہے کہ افغانستان' عراق اور صومالیہ کے بعد پاکستان بھی امریکی حملوں کا مرکز ہے۔ امریکہ سے محبت اور عشق کی یہ کیفیت ہے کہ حکمران ٹولہ پاکستانی سرزمین پر امریکی کارروائیوں کو ''شہنشاہ عالم پناہ'' جارج ڈبلیو بش کی ناراضی کے ڈر سے اپنے سر لے لیتا ہے۔ وہ تو کئی مواقع پر امریکی اور نیٹو کی افواج کے کمانڈروں نے یہ بیانات دے کر ہمارے حکمرانوں کو شرمندہ کر دیا کہ حملہ ہماری کارستانی تھی۔

امریکی قربت کے حصول کے لئے ہی جنرل مش اینڈ کمپنی نے ملک میں کعبہ کی بیٹیوں (مساجد) کو شہید کیا۔ ہم نے مساجد کو شہید کر کے اسرائیل کے یہودیوں کے لئے جواز مہیا کر دیا ہے کہ وہ جب چاہیں مسجد اقصیٰ کو شہید کر کے اپنے ہیکل سلیمانی کو تعمیر کر سکتے ہیں۔

پتھر کے زمانے میں جانے کے خوف سے ہم نے تعلیمی نصاب سے تعلیمات اسلامی کو کھرچنے کے اقدامات کئے۔ دینی مدارس کو قرآن و سنت کی تعلیمات کے حصار سے نکال کر امریکہ کے مجوزہ سلیبس کے دائرے میں لانے کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ الغرض سوچوں پر پہرے بٹھانے اور ذہنوں کو کروسیڈی خیالات کا پابند بنانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

مگر اس سب کے باوجود دینی جماعتوں کی قیادت کی آواز میں وہ گرج اور کڑک نہیں ہے' جس سے دریاؤں کے دل دہل جائیں۔ دنیاوی مقاصد کے لئے اتحاد بن اور اُدھڑ رہے ہیں۔ دوبارہ انتخابات کے لئے تحریکیں برپا کرنے کی منصوبہ بندیاں ہو رہی ہیں مگر دین کی حفاظت اور ملکی سالمیت کے لئے محض بیانات دینے پر ہی اکتفا کیا جا رہا ہے۔

دینی جماعتوں کی قیادت کی خدمت میں گزارش ہے کہ خدارا! اب تو انتخابی سیاست کی بھول بھلیوں سے نکل

آ ہئے۔ آپ کیوں اپنے آپ کو ابلیسی سیاست کا ایندھن بنائے ہوئے ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے علماء کے فتوے کے مطابق غیر اسلامی حدود ایکٹ اسمبلی سے اکثریت سے پاس ہو گیا مگر پھر بھی اُس اسمبلی کی چھت کو اپنے لیے گوشۂ عافیت سمجھا جا رہا ہے۔ اس مسئلہ پر استعفوں کی بات ہوئی تو وہ محض نعرہ بازی ثابت ہوئی۔ خدا کے لئے اب تو دینی اقدار اور ملکی سالمیت کے لئے دنیاوی مناسب اور حیثیتوں کو تج دیجئے اور موجودہ امریکی صلیبی لشکر کا توڑ کرنے کے لئے نوجوان نسل کے اندر سلطان صلاح الدین ایوبی جیسا جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ حکمران ٹولے کی طرح پاکستانی عوام بھی بعض اوقات سراب سے دھوکہ کھا جاتی ہے مثلاً یہ کہ امریکی کانگریس میں ڈیموکریٹس کی کامیابی کو ''حق کی کامیابی'' سمجھا جانے لگا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ڈیموکریٹس کا صدر بش کے ساتھ صرف عراق جنگ کے مسئلہ پر اختلاف ہے اور ان کا موقف ہے کہ صدر بش خارجہ پالیسی کو درست کریں اور عراق میں فوجی قوت بڑھانے کی بجائے وہاں سے فوجیں نکال کر اپنی تمام تر توجہ افغانستان اور اس کے گرد ''دہشت گردی'' کے خلاف جاری جنگ پر مرکوز کریں' اور مطلوبہ نتائج کو حاصل کرنے کے لئے صدر بش پاکستان پر دباؤ بڑھائیں۔

ڈیموکریٹس نے کبھی بھی افغانستان' صومالیہ' سوڈان' فلسطین اور پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہونے والی جنگ کی مذمت نہیں کی۔ ان کے خیال میں عراق میں سیکولر حکومت تھی اور اس کا خاتمہ کرنا یا نہ کرنا برابر تھا۔ مگر اس کے علاوہ دوسرے خطوں میں مسلم بنیاد پرستی کو ختم کرنا سب امریکیوں کا مشن ہے۔ اور پاکستان سے ان کی محبت کا معیار بھی وہی ہے جو صدر بش اینڈ کمپنی ہے۔

تنظیمی اطلاعات

☆ حلقہ گوجرانوالہ کی مقامی تنظیم گجرات میں دو سال مکمل ہونے پر امیر تنظیم اسلامی نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 22 مارچ 2007ء میں رفقاء کی آراء اور ناظم حلقہ کی سفارش کو مدنظر رکھتے ہوئے' اراکین عاملہ سے مشورہ کے بعد جناب محمد ناصر کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر کیا ہے۔

☆☆☆☆

☆ حلقہ سندھ زیریں کی مقامی تنظیم گلستان جوہر کراچی میں دو سال مکمل ہونے پر امیر تنظیم اسلامی نے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 5 اپریل 2007ء میں رفقاء کی آراء اور امیر حلقہ کی سفارش کو مدنظر رکھتے ہوئے' اراکین عاملہ سے مشورہ کے بعد جناب عارف جمال فیاضی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر کیا ہے۔

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ

ایک رفیق..... چار احباب

عہد کی پاسداری

انسان سے پہلا عہد اس کی روح سے لیا گیا' جس کا ذکر سورۃ الاعراف میں ان الفاظ میں ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰی ۚۛ شَهِدْنَا ۚۛ اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ ﴾

''اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے یعنی اُن کی پیٹھوں سے اُن کی اولاد نکالی تو اُن سے خود اُن کے مقابلے میں اقرار کرا لیا (یعنی اُن سے پوچھا کہ) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ وہ کہنے لگے' کیوں نہیں ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا پروردگار ہے)۔ (یہ اقرار اس لئے کرایا تھا) کہ قیامت کے دن (کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی۔ یا یہ (نہ) کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا۔ اور ہم تو اُن کی اولاد تھے (جو) اُن کے بعد (پیدا ہوئے) تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اُس کے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ سے دوسرا عہد ہم اس وقت کرتے ہیں جب اس دنیا میں شعوری طور پر کلمۂ شہادت پڑھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔ اسے قرآن مجید میثاق قرار دیتا ہے اور اہل ایمان کو یاد کرواتا ہے۔

﴿ وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَمِیْثَاقَهُ الَّذِیْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ﴾ (المائدہ: 7)

''یاد کرو جو تم پر اللہ کی نعمت ہوئی اور اس کا وہ پختہ عہد جس میں اس نے تمہیں باندھ لیا ہے جب تم نے کہہ دیا ہم نے سنا اور مانا۔''

اور عہد و میثاق کے پورا کرنے کے بارے میں ان الفاظ میں تاکید فرمائی گئی:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۭ ﴾ (المائدہ: 1)

''اے ایمان والو! اپنے عہدوں کو پورا کیا کرو۔''

دین یہی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے باندھے ہوئے عہد پورے کئے جائیں۔ ہمیں تو نماز کی ہر رکعت میں وہ سورت بار بار دہرانے کا پابند کر دیا گیا ہے جس میں اس عہد کی تجدید ان الفاظ میں ہوتی ہے:

﴿ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ ﴾ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مانگتے ہیں۔''

اور پھر ہم نے تو اپنی مرضی سے ایک عہد رفاقت بھی کر رکھا ہے جس میں اس عہد کو دوبارہ ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

((اِنِّیْ اُعَاهِدُ اللّٰهَ عَلٰی اَنْ اَهْجُرَ كُلَّ مَا یَكْرَهُهٗ وَاُجَاهِدَ فِیْ سَبِیْلِهٖ جُهْدَ اِسْتِطَاعَتِیْ وَاُنْفِقَ مَالِیْ وَاَبْذُلَ نَفْسِیْ لِاِقَامَةِ دِیْنِهٖ وَاِعْلَاءِ كَلِمَتِهٖ))

''میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں ہر اس چیز کو ترک کر دوں گا جو اسے ناپسند ہے' اور اس کی راہ میں جہاد کروں گا جتنی میری استطاعت میں ہے اور اس کے دین کی اقامت اور اس کے کلمے کی سربلندی کے لئے اپنا مال اور اپنی جان لگاؤں گا۔''

اور ہمیں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ عہد کا توڑنا معمولی جرم نہیں بلکہ بہت بڑے مرض یعنی نفاق کی علامت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''منافق تین باتوں سے پہچانا جاتا ہے:

(i) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (ii) جب عہد کرتا ہے تو اس کو پورا نہیں کرتا

(iii) جب اُسے امین بنایا جاتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔'' (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں عہد بندگی کو پورا کرنے اور اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

المعلن: مرکزی شعبۂ دعوت تنظیم اسلامی

67۔ اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔ فون: 6366638 - 6316638

بچے والدین اور معاشرہ

محمد فاروق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے والدین کو اولاد کے پالنے اور بہترین زندگی گزارنے کے قابل بنانے کے لئے وسیلہ بنایا۔ اولاد کے لئے والدین کی فرمانبرداری اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کو لازمی قرار دیا گیا ہے:

﴿...... وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴾

(بنی اسرائیل)

''اور والدین سے اچھا سلوک (احسان) کرو۔ اگر تیرے سامنے (تیری زندگی میں) اُن میں ایک یا دونوں بڑھاپے تک پہنچ جائیں (بوڑھے ہو جائیں) تو اُن سے اُف تک نہ کہنا اور نہ اُن کو جھڑکنا اور اُن سے نرمی سے بات کرنا۔''

حدیث شریف میں اُس شخص کو بد بخت کہا گیا جس نے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور اُن کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی۔

والدین کو بلند مرتبہ عطا کیا جانا دراصل اُس بھاری ذمہ داری کا معاوضہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ التحریم میں کیا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا......﴾ (التحریم:6)

''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے۔''

جب والدین بچوں کی تربیت دینی خطوط پر کریں گے تو وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ اپنی اولاد کو آگ سے بچانے کا سبب بن سکیں گے۔ اُن کے بچے دنیا میں اسلام کے علمبردار بن کر کھڑے ہوں گے اور اس طرح ایک متوازن اور صالح معاشرہ وجود میں آئے گا۔

کیا آج کے معاشرے میں والدین اپنی ذمہ داریوں کو اچھے طریقے سے پوری کر رہے ہیں؟ اگر نہیں کر رہے تو اس کے کیا نتائج برآمد ہو رہے ہیں؟ معاشرے میں پھیلتی ہوئی بے شمار برائیوں بالخصوص بے پردگی' فحاشی' جنس مخالف سے دوستی اور لو افیئرز کی اصل وجوہات کیا ہیں؟ یہ وہ برائیاں ہیں جو معاشرے میں بدکاری' قتل اور نسلی دشمنی جیسے مہلک گناہوں اور جرائم کو جنم دیتی ہیں۔ اِس سے نہ صرف انفرادی سطح پر نوجوان نسل تباہی کا شکار ہوتی ہے بلکہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں آتا ہے جس میں کسی بچے کی ولدیت ہی مبہم ہو کر رہ جاتی ہے' جس میں نوزائیدگان کے لئے بے بی کیئر سینٹر' اور بوڑھوں کے لئے ''اولڈ پیپلز ہومز'' کا قیام ناگزیر ہو جاتا ہے۔

آج کل جھوٹا رکھ کھاؤ' رسوم و رواج اور روشن خیال بننے کا شوق وہ حقائق ہیں جن کی وجہ سے نوجوانوں کی ایک غیر معمولی تعداد بجلی کی سی تیزی سے بے حیائی کا شکار ہو رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں بھاگ کر شادی کرنے' قتل' زنا اور گینگ ریپ جیسے سنگین جرائم عام ہو رہے ہیں۔

اگر معاشرے میں پیدا ہونے والی غلط رسومات اور غیر اسلامی روایات پر نظر ڈالی جائے تو بالواسطہ اس میں بڑا حصہ والدین کا نظر آتا ہے۔ شادی بیاہ ہی کی مثال لے لیجئے۔ اسلام کی تعلیم کے مطابق نکاح مسجد میں ہونا چاہیے۔ اسی طرح بارات اور جہیز کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ جبکہ ہمارے ہاں والدین نہ صرف ان امور کا خیال نہیں کرتے بلکہ مہندی کی رسومات پر مخلوط محافل کا انعقاد کر کے خود نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو اکٹھے گانے' کھانے پینے' مذاق کرنے اور تعلقات بڑھانے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ یہی نہیں بہت سارے اور نت نئے رواجات مثلاً ''برتھ ڈے'' ''ویلنٹائن ڈے'' اور بسنت کو بھی پنپنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ یہ خاندان کے سربراہان ہی تو ہوتے ہیں جو اس قسم کے پروگرام ترتیب دیتے ہیں' جن میں یہ برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اگرچہ والدین علی الاعلان یہ نیت ظاہر نہیں کر رہے ہوتے لیکن اس کے پس پردہ یہی کچھ ہو رہا ہوتا ہے۔

شرعی پردے کا خیال ہی والدین کے ذہنوں سے محو ہوتا جا رہا ہے۔ کزنز کے ساتھ بلا روک ٹوک آنے جانے اور اکٹھے گھومنے پھرنے پر والدین کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا اور اِس پر دلیل یہ دی جاتی ہیں کہ کزنز تو بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں' اِن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے امہات المومنینؓ کو بھی صحابہ کرامؓ سے پردہ کرنے کا حکم دیا' جبکہ وہ امت کی مائیں ہیں۔

﴿ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ﴾ (الاحزاب:53)

''اور جب پیغمبر ﷺ کی بیویوں سے کوئی سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو۔''

جبکہ مومن مردوں کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ......﴾ (النور:30)

''آپ مومنوں سے کہہ دیں اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔''

مومنات کے لئے بھی یہی ہدایت فرمائی کہ

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴾ (النور:31)

''اور آپ مومن عورتوں سے کہہ دیں اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کریں۔''

بے حیائی کے سدباب کے لئے والدین کی بے پروائی بہت تشویشناک ہے۔ والدین کا طرزِ عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا سب کچھ اُن کی مرضی کے مطابق ہو رہا ہو۔

اب ایک نظر Communication Sources پر ڈالی جائے۔ موبائل فون جس کے فوائد اور ضرورت ہر ایک پر واضح ہے' مگر نوجوانوں کے لئے تو یہ ایک آفت ہی ثابت ہوا ہے۔ موبائل فون نے لوگوں کے چہروں سے ہنسی اور آنکھوں سے راتوں کی نیند چھین لی ہے۔ موجودہ دور میں اگر اِسے Key of Love affairs کہا جائے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ بعض اوقات والدین کو یہ بھی نہیں پتا ہوتا کہ اِن کے لختِ جگر کے پاس موبائل فون جیسی سہولت بھی موجود ہے' اور فون کہاں سے آیا' کیوں آیا اور اس کے کن لوگوں سے رابطے ہیں۔ والدین کے پاس اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ Contact List ہی چیک کر لیں۔ اکثر اوقات والدین اپنی مصروفیات کی بناء پر بچوں کو مناسب وقت نہیں دے پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے بیگانہ ہوتے ہیں۔

اولاد کے والدین کا نافرمان ہونے اور بے راہروی کا شکار ہونے کے بہت سے محرکات ہیں' اُن میں سے ایک اہم محرک genration gap ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ ابھی اتنا شدید نہیں ہے جتنا کہ مغرب میں ہے' لیکن بڑے شہروں میں کئی خاندان تیزی سے اِس کا شکار ہو رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں نوجوان نسل بے راہروی کا شکار ہو رہی ہے۔ آج کا نوجوان بھلا بیٹھا ہے کہ

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمین پر آسمان نے ہم کو دے مارا

ہمارے معاشرے میں دوسری اہم چیز جو نوجوانوں کی رگوں میں بے حیائی اتار رہی ہے' وہ ٹیلی ویژن ہے' جو اب دیہات کے بھی ہر گھر کی زینت بن چکا ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہر روز بعد نمازِ مغرب پورا خاندان والدین کی سرکردگی میں بڑے اہتمام سے اس بے حیائی کے ڈبے کے سامنے

ڈیرے ڈال دیتا ہے اور ایسے ڈراموں سے محظوظ ہوتا ہے جن کا مرکزی خیال لڑکے اور لڑکیوں میں محبت کا فروغ ہوتا ہے۔

شہروں کی طرف نظر دوڑائیں تو کیبل نے جو طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا ہے اس سے کوئی چھوٹا بڑا محفوظ نہیں۔ نوجوان اور بچے انڈین اور انگلش موویز کو دیکھ کر بڑی تیزی سے اپنی اخلاقی اقدار کا اپنے ہاتھوں جنازہ نکال رہے ہیں۔

رہی سہی کسر انٹرنیٹ نے پوری کر دی ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ موبائل، ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ صرف نقصان کا ہی باعث ہیں بلکہ جدید دنیا کے ساتھ چلنے کے لئے اِن کا علم انتہائی ضروری ہے۔ دراصل کسی بھی چیز کا وجود غلط نہیں ہوتا بلکہ اِس کا استعمال اُسے غلط بنا دیتا ہے۔ انٹرنیٹ کو دیکھیں، ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ نوجوانوں کی اکثریت کس قسم کی Sites دیکھنا پسند کرتی ہے۔ ایک انٹرنیٹ سروے کے مطابق Teen Ages میں فحش Sites دیکھنے کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ یہی نہیں اب تو انٹرنیٹ کیفے میں ہر کمپیوٹر پر فحش فلمیں کاپی کر کے رکھ دی جاتی ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ بچے اِن تمام ''سہولتوں'' سے ''محظوظ'' ہونے کے لئے پیسے تو والدین ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ والدین کو یہ تو پتہ ہوتا ہے کہ پیسے دیئے ہیں، لیکن اِس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ پیسے خرچ کہاں کئے گئے ہیں۔

اب اگر برائی اور گناہ کے تمام اسباب فراہم کرنے کے بعد بھی والدین یہ توقع رکھیں کہ اُن کے بچے معصوم ہی رہیں گے، وہ مخالف جنس سے تعلقات نہیں بڑھائیں گے، نہ love affair کا شکار ہوں گے اور نہ ہی بھاگ کر شادی کریں گے تو یہ اُن کی خواہش تک تو ممکن ہے عملاً ایسا نہیں ہوسکتا۔ اِن حالات میں اچھے نتائج کی توقع رکھنا عقل مندی نہیں، حماقت ہے۔

نوجوان کسی بھی معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی سی اہمیت رکھتے ہیں۔ اگر نوجوان با کردار ہوں اور تمام افراد اسلامی روایات پر عمل کرنے والے ہوں تو یقیناً ایک پاکیزہ اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا۔

اس سے پہلے کہ پاک وطن میں بھی Old Houses اور Baby Care Centres کا قیام عمل میں آئے، والدین کو چاہیے کہ وہ خود بھی اسلام کے مطابق زندگی گزاریں اور اپنی اولاد کو بھی اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں، اُن کی تربیت کریں، اِسی صورت میں اُن کی اولاد اُن کے لئے صدقہ جاریہ بن سکے گی اور وہ ان عظمتوں کے مستحق ٹھہریں گے جس کا اللہ نے اُن سے وعدہ فرمایا ہے۔

اس تمام بحث کے نتیجہ کے طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاشرے کے اچھا یا برا ہونے کا دارومدار افراد پر ہوتا ہے اور افراد کا والدین پر۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین اور معاشرے کے تمام افراد بالخصوص نوجوان نسل معاشرے میں پھیلتی ہوئی بے حیائی کو روکنے اور فحاشی و عریانی کے اٹھتے ہوئے طوفان کے آگے بند باندھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرے، جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے حضرت محمد عربی ﷺ نے اور اُن کے صحابہؓ نے جہالت سے لتھڑے ہوئے معاشرے میں اپنا کردار ادا کیا کہ جس کے نتیجے میں انسانیت کو اعلیٰ ترین معاشرتی نظام میسر آیا۔ میں اپنے مضمون کا اختتام اللہ کے حضور اِس دُعا سے کرتا ہوں۔

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو پھر وسعتِ صحرا دے

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے
میں بلبلِ نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں، محتاج کو داتا دے

(اقبال)

پکار

ایک خواب۔ ایک حقیقت

ذیشان دانش خان

چند روز قبل میں نے ایک خواب دیکھا، ایک ایسا خواب...... جو کھلی حقیقت ہے۔

میں نے دیکھا کہ ہم پر ایک عجیب وغریب صبح طلوع ہوئی ہے۔ اس صبح کے نئے پن کو معلوم کرنے کے لیے میں نکل کھڑا ہوا۔ یہ صبح بہت عجیب تھی، ایک پُر اسراری خاموشی اور اُداسی فضا میں چھائی ہوئی تھی۔ پرندوں کی چہچہاہٹ بھی نہیں تھی۔ ہر طرف سناٹا طاری تھا۔ کچھ اور لوگ بھی اس نئے پن کو محسوس کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ہمارے سائے مخالف سمتوں میں بن رہے ہیں۔ اپنے اور عمارتوں کے سائے مخالف سمتوں میں دیکھ کر میرا دل دھک سے رہ گیا۔ یہ کیا ہوا...... سورج مغرب سے طلوع ہو گیا، یہ خیال ذہن میں آتے ہی پورے جسم پر سکتہ طاری ہو گیا، آنکھیں پتھرا سی گئیں۔ ذہن میں یہ آواز گونجی کہ اب تو مہلت وقت ختم ہو گئی...... دل پریشان تھا کہ اب ہماری توبہ قبول نہیں ہوگی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ ذہن پر زور ڈالا کہ آخری بار توبہ کب کی تھی۔ اسی کشمکش میں یاد آ گیا کہ اسی رات کو سوتے وقت توبہ واستغفار کی توفیق ہوئی تھی۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا کہ اس نے مجھے توبہ کے دروازے بند ہونے سے پہلے توبہ کی توفیق دے دی۔ لیکن مہلت عمل ختم ہونے پر اب بھی پشیمانی تھی، ابھی تو بہت کچھ کرنا تھا، کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''چھ علامتوں سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو۔ (جن میں) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا (بھی ہے)'' میں انہی خیالات میں گم تھا کہ اچانک میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے دوبارہ اللہ کا شکر ادا کیا کہ یہ حقیقت نہیں بلکہ خواب تھا۔ گھڑی دیکھی تو رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔ صبح کا سورج طلوع ہونے میں ابھی چار گھنٹے باقی تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں آج کی صبح سورج مغرب سے طلوع ہو گیا تو کیا ہوگا۔ جی چاہ رہا تھا کہ چیخ چیخ کر سب کو اُٹھا دوں اور اس آنے والی صبح کے بارے میں سب کو بتا دوں جس کی خبر صادق المصدوق حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ نے دی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج (مشرق کی بجائے) مغرب سے طلوع ہوگا۔ پس جب ایسا ہوگا اور لوگ اسے مغرب سے طلوع ہوتا دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔''

پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الانعام کی آیت نمبر 158 کا یہ ٹکڑا تلاوت فرمایا:

لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ۔

''اس وقت ایمان لانا کسی کو نفع نہیں دے گا جو اس سے قبل ایمان نہ لایا ہوگا۔''

انتہا پسندی اور اُس کا بدترین انجام

شوکت علی

تخلیق آدم کے بعد ابلیس نے حکمِ ربی کے آگے سر جھکانے سے انکار کیا تو اس بغاوت کی پاداش میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے ذلت و رسوائی کا لباس پہنا کر راندہ درگاہ کر دیا۔ آدم کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرنے والے ابلیس نے اس بات کا انتقام لینے کے لیے قیامت تک کے لیے خیر کے نمائندوں سے عالمی جنگ کے آغاز کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کو عملی جامہ پہناتے ہوئے پہلے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو جنت بدر کروایا' پھر قابیل کے ہاتھوں ہابیل کا قتل کرا کے اپنے مشن کو آگے بڑھانا شروع کیا۔ جیسے جیسے انسانوں کی آبادی بڑھتی گئی ابلیس کے گروہ میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔ اس نے وقت اور حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جنات اور انسانوں کو بھی نفس پرستی اور اللہ کی نافرمانی پر اکسا کر اپنے مشن کی تکمیل کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے حزب الشیطان کے یہ ابلیسی نمائندے پوری دنیا میں پھیل گئے۔

قرآن کی روشنی میں انسانی تاریخ کا جائزہ لینے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب انسان اللہ کی مقرر کردہ حدود کو توڑ کر ابلیسی خواہش کو پورا کرتا ہے تو انتہا پسندی کی ابتدا ہوتی ہے اور انتہا پسندی کی انتہا یہ ہے کہ اللہ کے رسول کی دعوت کو تکبر کے ساتھ ٹھکرا دینا اور اللہ کی قدرت کو چیلنج کرنا۔ یہ وہ آخری اسٹیج ہوتا ہے جس کے بعد اتمام حجت کا آخری مرحلہ تکمیل پذیر ہونے پر اللہ کا عذاب انسانوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے' جس کے بعد دنیا کی کوئی طاقت ان کو تباہی سے نہیں بچا سکتی۔

قرآن نے اللہ کی حدود کو توڑ کر انتہا پسندی کا آغاز کرنے والی اور انسانوں کی پہلی مرتبہ شرک جیسی بدترین نافرمانی میں مبتلا قومِ نوح کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے اپنی قوم کو انتہا پسندی سے روکا اور حدود اللہ سے تجاوز کرنے سے منع کیا لیکن قوم شرک کے ساتھ زنا جیسی قبیح حرکات کے باعث انتہا پسندی کا بہت بڑا مظہر بن گئی تھی۔ انتہا پسندی نے ان کے لیے تمام علوم میں فساد کے دروازے کھول دیے یہاں تک کہ طریقہ حیات میں وہ فساد برپا کر دیا جس سے شیطانی تہذیب و تمدن کا ہر طرف راج ہو گیا۔ نوح علیہ السلام نے انتہا پسندی سے روکنے کے لیے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔ جب انتہا پسندی کی بھی انتہا ہو گئی اور اس قوم کے شر سے آنے والی نسل کی تباہی کے آثار نظر آنے لگے تو انسانی زندگی کو حیات بخشنے والی نعمت پانی نے اللہ کے حکم سے انتہا پسندوں کو موت کا پیغام دے کر انسانی جسموں سے روح کا تعلق جدا کر دیا۔ قرآن کی بیان کردہ انسانی تاریخ کے مطابق ایک بہت بڑی انتہا پسند قوم ''عاد'' تھی جو اس وقت کی سپر پاور تھی۔ علمی' سائنسی اور تکنیکی اعتبار سے یہ تہذیب نقطہ عروج کو پہنچ چکی تھی لیکن جب انہوں نے حدود اللہ کو توڑا تو حضرت ہود علیہ السلام نے ان کو اللہ کی حدود قائم کرنے کی دعوت دی۔ جس کے جواب میں انہوں نے انتہا پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اللہ کی قدرت کو چیلنج کیا اور کہا ہم سائنسی' علمی اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے اتنے طاقتور ہیں کہ ہم سے زیادہ طاقتور کوئی نہیں' نہ کوئی ہمارا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ جب اللہ سے بغاوت انتہا کو پہنچ چکی تو اللہ کی طرف سے ہوا کا عذاب آیا اور سارے انتہا پسند ہلاک ہو گئے۔

انتہا پسندی کا نعرہ ایک ایسی دو دھاری تلوار ہے جس کے ذریعے ایک طرف اسلامی احکام' اسلامی شعائر اور اسلامی تعلیمات اس کی زد میں ہیں تو دوسری طرف اس تلوار کا رُخ ان دینی قیود کی طرف ہے جو معاشرے کی صحت وسلامتی کی ضامن ہیں تاکہ معاشرے میں فحاشی عام ہو۔

قرآن کی بیان کردہ انسانی تاریخ میں ایک اور انتہا پسند تہذیب مذکور ہے' وہ قوم ثمود کی ہے۔ جس قوم نے اللہ کے نظام کے مقابلے میں دنیا میں ورلڈ آرڈر قائم کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا' جنہوں نے اس ورلڈ آرڈر کی جگہ اللہ کا نظام رائج کرنے کی دعوت دی۔ قوم نے نہ صرف اس نظام کو رائج کرنے سے انکار کر دیا بلکہ اللہ کی نشانی اونٹنی کے پاؤں کاٹ دیے۔ ان کی اس انتہا پسندی کے باعث اللہ نے اس سرکش قوم کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا۔

قرآن کی بیان کردہ انسانی تاریخ میں قوم لوط کا کردار دیکھیے' جنہوں نے پوری دنیا میں جنسی انحجار پھیلا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کا کیا انجام کیا؟ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم جس نے دنیا میں معاشی استعماریت کی بنیاد رکھی' سودی نظام کے ذریعے دولت کو قبضہ میں لے کر ظلم و جور کا بازار گرم کیا تو ان کا کیا انجام ہوا؟ قرآن ہمیں موسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور ان کی دعوت میں غور وفکر کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ حدود اللہ کو توڑنے اور اس کی انتہا پر پہنچنے والے فرعون کے انجام سے بھی ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی پے در پے انتہا پسندی نے ان کا انجام کیا کیا؟

اگر ہم آقائے نامدار ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو بھی ہمارے سامنے یہی بات آئے گی۔ جب مشرکین مکہ نے ظلم وستم کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم نازل فرمایا' جس کے باعث مسلمانوں پر سے ظلم کا خاتمہ ہوا اور کفار اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

ابلیسی مشن میں شامل انسان نما شیاطین نے آپؐ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد اسلامی قلعے میں دراڑیں ڈالنے کے لیے ہر صدی میں ایک نیا روپ دھارا اور ایک نیا نعرہ لگایا۔ اسی طرح عیسائی دنیا میں سولہویں صدی سے لے کر بیسویں صدی تک ہیومنائزیشن' ریشنلائزیشن اور سیکولرائزیشن کے نعرے دے کر ان کو اپنی تمام پچھلی تعلیمات سے عاری کر دیا۔ سیکولرائزیشن کا جدید مغربی یہودی سٹائل یہودی قوتوں کا یورپ کی عیسائی زمین کی تسخیر کے بعد اب سیلاب کی مانند اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس حملے کا خاکہ 1699ء سے تیار کیا جا رہا تھا' لیکن اس پر اقدامی عمل 1799ء سے ہوا۔ اسلامی دنیا کو تین طبقات میں تقسیم کرنے کے بعد ان کا کام آسان ہو گیا۔ وہ تین طبقے درج ذیل ہیں۔ مصر' ترکی (یا خلافت عثمانیہ) اور افریقہ و ایشیا میں پھیلے وہ مسلم علاقے جو بالآخر مغربی استعمارات میں تبدیل ہو گئے۔ گزشتہ دو صدیوں کا تاریخی مطالعہ آپ کو یہ ضرور بتا دے گا کہ یہودی اپنی تحریک میں کتنے کامیاب ہوئے اور ہم اپنے دین سے کتنے دور ہو گئے۔

دورِ جدید میں اگر آپ انتہا پسندی کی تعریف کا احاطہ کریں تو شاید کوئی تعریف جامع اور مانع نہ ہو لیکن موجودہ حالات وواقعات کا جائزہ لینے کے بعد آپ یقیناً اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ انتہا پسندی کا نعرہ ایک ایسی دو دھاری تلوار ہے جس کے ذریعے ایک طرف اسلامی احکام' اسلامی شعائر اور اسلامی تعلیمات اس کی زد میں ہیں تو دوسری طرف اس تلوار کا رُخ ان دینی قیود کی طرف ہے جو معاشرے کی صحت وسلامتی کی ضامن ہیں تاکہ معاشرے میں فحاشی عام ہو' معاشرہ جنسی بے راہ روی کا شکار ہو۔ ایک پاکیزہ اسلامی معاشرے کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے لیے وضع کیا جانے والا انتہا پسندی کا نعرہ جو درحقیقت آج تک اللہ کی حدود سے بغاوت کرنے والوں پر لگتا تھا' اسلام کے علمبرداروں اور اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں پر چسپاں کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں؟ اگر ہے اور یقیناً ہے تو ہمیں اللہ سے اپنی غلط فکر' سوچ اور طرزِ عمل کی معافی مانگنی چاہیے۔ اگر ہم قرآن کی بیان کردہ انسانی تاریخ کی روشنی میں اپنے دور کا جائزہ لیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ آج ہم اپنے اعمال کے باعث انتہا پسندی کی انتہا کو پہنچ چکے ہیں۔ ہمارا ہر دعویٰ' ہمارا ہر نعرہ' ہمارا ہر قول اور ہمارا ہر فعل اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

(بشکریہ روزنامہ ''اسلام'')

☆ عورت کی سربراہی کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟

☆ کیا اندھیرے میں اللہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے؟

☆ کیا مسلمان لڑکیاں مخلوط تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کرسکتی ہیں؟

پوچھے گئے سوالات کے قرآن و سنت کی روشنی میں جوابات

س: ((الغیبة اشد من الزنا)) "غیبت زنا سے بھی بدتر گناہ ہے۔" کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

ج: ابوحاتم الرازی نے کہا ہے کہ "لیس لھذا الحدیث أصل" اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔ امام بیہقی نے کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ امام صغانی نے اسے موضوع کہا ہے۔ علامہ البانی نے اس روایت کو "ضعیف جداً" (بہت زیادہ ضعیف) کہا ہے۔

س: عورت کی سربراہی کے بارے میں اسلام کیا کہتا ہے؟

ج: اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے۔ "لن یفلح قوم ولّوا امرھم امراۃ" وہ قوم ہرگز فلاح نہ پائے گی جس نے کسی عورت کو اپنا سربراہ یا حکمران بنالیا۔ اسی بنا پر علامہ یوسف قرضاوی نے لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت مرد کے بالمقابل سربراہی یا حکمرانی کی حق دار نہیں ہے۔ ان تصریحات کی روشنی میں ہماری رائے یہ ہے کہ عورت کسی مسلم ریاست کی حکمران نہیں بن سکتی۔

س: کیا اندھیرے میں اللہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے؟

ج: قرآن وسنت نے جس چیز پر زور دیا ہے وہ یہ ہے کہ ہم اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر حال میں اللہ کا ذکر کریں۔ دن کا اجالا ہو یا رات کا اندھیرا بندۂ مومن کی زبان دونوں صورتوں میں اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے' کیونکہ شریعت کی نگاہ میں شب کی تاریکی میں ذکر کی ممانعت نہیں ہے۔ البتہ ذکر کے بہت سے مروجہ طریقے ایسے ہیں جو کہ اللہ کے رسول ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ہمیں نظر نہیں آتے۔ لہٰذا خیر القرون کے بعد رائج ہونے والے ان طریقوں سے ایک مسلمان کو اجتناب ہی کرنا چاہیے۔ اندھیرے میں ذکر کرنا اِس طور سے کہ لائٹیں بجھا کر اجتماعی طور پر ضربیں لگائی جائیں' یہ بھی ذکر کا ایک نیا طریقہ ہے' جس کا کوئی ثبوت خیر القرون میں نہیں ملتا۔

س: کیا روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کیا جاسکتا ہے؟

ج: بہتر تو یہ ہے کہ روزے کی حالت میں مسواک ہی کی جائے۔ اگرچہ بعض علماء کا خیال ہے کہ ٹوتھ پیسٹ بھی مسواک ہی کی ایک قسم ہے۔ لہٰذا روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن دوسری رائے یہ ہے کہ برش اگر بغیر پیسٹ کے کرلیں تو یہ مسواک کے حکم میں ہے' البتہ پیسٹ کے ساتھ کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

س: کیا نیل پالش اور لپ اسٹک لگا کر وضو ہوسکتا ہے؟

ج: اس بارے میں علماء کی دو آراء ہیں۔ بعض علماء کے نزدیک وضو ہو جاتا ہے جبکہ بعض دوسرے علماء کے نزدیک وضو نہیں ہوتا کیونکہ نیل پالش اور لپ اسٹک اگر لگائی ہو تو جلد تک پانی نہیں پہنچتا۔ ہمارے خیال میں احتیاط اسی میں ہے کہ وضو سے پہلے نیل پالش اور لپ اسٹک اتار لی جائے۔

س: کیا دورانِ حیض ناخن کاٹے جاسکتے ہیں؟

ج: اس میں کوئی حرج یا گناہ والی بات نہیں ہے۔

س: کیا دو لڑکیاں ایک چارپائی پر ایک ساتھ سوسکتی ہیں؟

ج: اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ: "جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ کردو۔" لہٰذا دس سال کی عمر کے بعد بچوں کو ایک چارپائی پر سلانے سے احتیاط کرنی چاہیے اور بلوغت کے بعد تو یہ بالکل بھی جائز نہیں ہے' کیونکہ اس میں بہت سے مفاسد اور خرابیاں ہیں۔

س: کیا مسلمان لڑکیاں کسی ایسے ادارے میں تعلیم حاصل کرسکتی ہیں' جہاں مخلوط تعلیم ہو؟

ج: اگر اس مخلوط تعلیم والے ادارے کے علاوہ کوئی اور مناسب ادارہ میسر نہ ہو تو ستر وحجاب کی پابندی کی شرط کے ساتھ تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ بات پیش نظر رہے کہ فی زمانہ مخلوط اداروں میں اکثر ماحول ایسا بے باکانہ ہوتا ہے کہ محض انفرادی ستر وحجاب سے بھی خاص فرق نہیں پڑتا۔ ایسے میں بچیوں کی تعلیم کا انتظام گھروں ہی میں کریں تو بہتر ہے۔

س: اگر ایک شخص چار رکعات کی نماز میں پہلا قعدہ بھول جائے تو کیا نماز فاسد ہوتی ہے؟

ج: پہلا قعدہ واجب ہے اور اگر نماز کا واجب بھول جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی البتہ سجدہ سہو لازم آتا ہے

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرِ نگرانی ادارہ

ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ' ایکسرے' ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابلِ اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپا ٹائٹس بی اور سی ElisaMethod/ کے ساتھ ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 2000 روپے میں کروائیں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔ ڈسکاؤنٹ کارڈ کا اطلاق خصوصی پیکج پر نہیں ہوگا۔

النصر لیب: 950۔ بی' مولانا شوکت علی روڈ' فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

قارئین! کالم "تفہیم المسائل" کے لئے آپ اپنے سوالات بذریعہ ڈاک یا ای میل ایڈریس media@tanzeem.org پر بھیج سکتے ہیں۔

تربیت گاہ امرا، نقبا منعقدہ قرآن اکیڈمی فیصل آباد

تنظیم اسلامی اپنے رفقاء کے ساتھ ساتھ اپنے مدرسین، نقباء اور امراء کی تربیت گاہوں کا بھی اہتمام کرتی ہے تاکہ وہ اپنی ذمہ داری کو احسن طریقہ سے سرانجام دیں اور متحرک رہیں۔ اس سلسلے میں مرکز سے طے شدہ شیڈول کے مطابق حلقہ وسطی پنجاب اور حلقہ غربی پنجاب کے امراء و نقباء کے لئے ایک تربیت گاہ 23 تا 25 فروری 2007ء قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں منعقد ہوئی۔

23 فروری کو بعد نماز عصر مرکزی ناظم تربیت تنظیم اسلامی جناب شاہد اسلم نے سورۃ المائدہ کی ایک آیت تلاوت کی اور اس کا ترجمہ بیان کر کے تربیت گاہ کی ابتداء کی۔ بعد میں امیر حلقہ پنجاب غربی جناب رشید عمر نے شرکاء کو تربیت گاہ کے انتظامات پر بریفنگ دی۔ اس کے بعد شرکاء کے تعارف کا سلسلہ شروع ہوا، جو نماز مغرب تک جاری رہا۔ نماز مغرب ڈاکٹر عبدالسمیع کی اقتدا میں ادا کی گئی۔ بعد نماز عشاء شرکاء نے کھانا کھایا اور آرام کیا۔

24 فروری کو صبح چار بجے رفقاء تہجد کے لئے اُٹھے۔ بعد ازاں رفقاء نے تلاوت قرآن مجید کی۔ صبح چھ بجے جناب شاہد اسلم نے نماز فجر پڑھائی۔ سوا چھ بجے میانوالی کے ملتزم رفیق جناب نور خان نے سورۂ حٰم السجدہ کی ایک آیت پر مختصر درس دیا۔ اس کے بعد ناشتہ اور آرام کا وقت دیا گیا۔ ساڑھے آٹھ بجے ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب اظہر بختیار خلجی کا لیکچر ہوا، جس کا موضوع تھا: تنظیم اسلامی میں تصور اسرہ اور نقیب۔ ساڑھے نو بجے امیر تنظیم اسلامی محترم عاکف سعید کا لیکچر ہوا، جس میں آپ نے تمسک بالقرآن کی اہمیت اور اس کے ذرائع پر ایمان افروز گفتگو کی۔ ساڑھے دس تا گیارہ بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ گیارہ بجے امیر محترم کے دو لیکچر ہوئے۔ جن کے عنوانات تھے: ماموین کا نظم بالا سے تعلق اور نظم بالا کا ماتحت سے تعلق۔ ایک بجے نماز، کھانے اور آرام کا وقفہ ہوا۔

سہ پہر ساڑھے چار بجے شرکاء کو چائے پیش کی گئی۔ پونے پانچ بجے نماز عصر ادا ہوئی۔ پانچ بجے ناظم اعلیٰ صاحب کا لیکچر ہوا، جس کا عنوان تھا: انقلاب کے مراحل۔ چھ بجے نماز مغرب کا وقفہ ہوا۔ بعد از نماز مغرب ڈاکٹر عبدالسمیع کا لیکچر ہوا، جس کا موضوع تھا، رذائل اخلاق۔ پونے آٹھ بجے نماز عشاء ہوئی۔ بعد میں شرکاء کو کھانے اور آرام کا وقفہ دیا گیا۔

25 فروری کو چار بجے شرکاء کو نماز تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ بعد نماز فجر رشید عمر نے فریضۂ شہادت علی الناس پر مفصل خطاب فرمایا۔ سات بجے ناشتہ اور آرام کا وقفہ ہوا۔ ساڑھے آٹھ بجے پر ڈاکٹر عبدالسمیع نے مذاکرہ کی صورت میں شرعی پردہ پر لیکچر دیا۔ ساڑھے نو بجے ناظم اعلیٰ نے ''نقیب اسرہ اپنا کردار کیسے ادا کرے'' کے موضوع پر مذاکرہ کرایا۔ دوپہر بارہ بجے جناب شاہد اسلم نے سوال و جواب، تجاویز اور مشورے کے حوالہ سے گفتگو فرمائی۔ ایک بجے نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد کھانا ہوا اور شرکاء گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اس تربیت گاہ میں نقباء سمیت 25 افراد نے شرکت کی۔ (رپورٹ: رانا صبغت اللہ)

حلقہ پنجاب وسطی میں انفرادی دعوتی مہم کا آغاز

تنظیم اسلامی میں شمولیت کے بعد ہر رفیق اپنی ذات میں داعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ رفقاء میں داعیانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لئے تنظیم اسلامی نے ملک بھر میں انفرادی دعوتی مہم کا آغاز کیا ہے۔ اس سلسلے میں 23 مارچ 2007ء بروز جمعۃ المبارک قرآن اکیڈمی جھنگ میں ایک اجتماع منعقد ہوا۔ مرکز سے ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی جناب اظہر بختیار خلجی، مرکزی ناظم دعوت جناب رحمت اللہ بٹر اور قائم مقام ناظم دعوت حلقہ لاہور ڈویژن جناب کاشف بلال تشریف لائے۔

اس اجتماع میں لیہ، جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رفقاء نے شرکت کی۔ ناشتہ کے بعد ساڑھے نو بجے تقریب کا آغاز انجینئر عبداللہ اسمٰعیل کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ المدثر تلاوت کی۔ بعد میں جناب چوہدری رحمت اللہ بٹر نے سورۃ المدثر ہی کے مضامین کا درس دیا۔ درس قرآن کے بعد جناب کاشف بلال نے سلائیڈز کی مدد سے انفرادی دعوتی مہم کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک وڈیو خطاب دکھایا گیا۔ سوا بارہ بجے نماز جمعہ اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ رحمت اللہ بٹر نے نماز جمعہ کی امامت کی اور خطبہ دیا۔ اپنے خطبہ میں آپ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے داعیانہ کردار اور راہِ حق کی مشکلات میں استقامت و عزیمت کی شان کا تذکرہ فرمایا۔

سوا دو بجے تمام رفقاء دوبارہ اجتماع گاہ میں جمع ہوئے۔ جناب اظہر بختیار خلجی نے ''ایک رفیق چار احباب'' کے موٹو کو پوری تفصیل سے واضح کیا۔ اس کے بعد سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ رفقاء نے مہم کی تفصیلات سے متعلق سوالات کئے، جن کے تسلی بخش جواب دیئے گئے۔ تین بجے چائے کا وقفہ ہوا۔ ساڑھے تین بجے یہ تقریب مسنون دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

نقابت کے فرائض امیر حلقہ وسطی پنجاب جناب انجینئر مختار فاروقی نے سرانجام دیئے۔ اس تقریب میں تقریباً 65 رفقاء نے شرکت کی۔ تمام رفقاء اس عزم کے ساتھ رخصت ہوئے کہ اُن میں سے ہر رفیق امیر محترم کی ہدایت کے مطابق آئندہ سالانہ اجتماع میں اپنے ساتھ چار احباب لے کر حاضر ہوگا۔ ان شاء اللہ (رپورٹ: رانا صبغت اللہ)

تنظیم اسلامی پنڈی گھیب کے زیر اہتمام شب بیداری

22 مارچ 2007ء کو تنظیم اسلامی پنڈی گھیب کے زیر اہتمام شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز نماز مغرب کے بعد قاضی عارف کے درسِ قرآن مجید سے ہوا۔ بعد ازاں نقیب اُسرہ منیر احمد نے درسِ حدیث دیا۔

نماز عشاء اور کھانے کے بعد دوسری نشست کا آغاز ہوا، جس میں اُسرہ ابوبکر صدیق ؓ کے رفقاء نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پیش کیا جبکہ اُسرہ عمر فاروق ؓ کے رفقاء نے ''مذہب اور دین کا فرق'' کو واضح کیا۔ اُسرہ عثمان غنی ؓ کے رفقاء نے ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' کے چھ مراحل بیان کئے اور اُسرہ حضرت علی ؓ کے رفقاء نے ''بیعت اور فرائض کے لوازم'' پر روشنی ڈالی۔

آخر میں مقامی امیر جناب عبدالرحمٰن نوید نے متذکرہ موضوعات کو مزید واضح کیا۔ رات سوا بارہ بجے چند اہم اعلانات کے ساتھ ہی یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: بشیر احمد)

ماہانہ شب بیداری تنظیم اسلامی میر پور

31 مارچ 2007ء بعد از نماز مغرب جناح سکالرز سکول کے وسیع ہال میں شب بیداری پروگرام کا آغاز قاری ممتاز احمد کی تلاوت سے ہوا۔ عمر ممتاز نے نعتِ رسول پیش کی۔ بعد ازاں تنظیم کے مقامی امیر سید محمد آزاد نے حاضرین کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کی غرض و غایت اور تفصیلات سے آگاہ کیا۔ شیخ الحدیث مولانا فضل الرحمٰن نے سورۂ ابراہیم کی آیات کی روشنی میں حق و باطل کو مثالوں سے واضح کیا اور حضرت عائشہ ؓ کی روایت سے پانچ باتوں کا ذکر کیا، یعنی صلہ رحمی، لوگوں کی مدد، محروموں کو عطا کرنا، مہمان نوازی اور حمایت حق۔ رفیقِ تنظیم قاری شبیر احمد نے سورۂ لقمان کی آیت کے حوالہ سے کہا کہ لہو و لعب یعنی کھیل تماشا کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ موسیقی ہمیشہ سے فساق و فجار کا طریقہ رہا۔ نماز عشاء اور کھانے کے بعد بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کا ایک خطاب تنظیم اسلامی کی دعوت بذریعہ وڈیو سنایا گیا۔ یہ خطاب فرائض دینی کی تفہیم کے لئے نہایت

اہم ہے' جس میں محترم ڈاکٹر صاحب نے عبادت رب' شہادت علی الناس اور اقامتِ دین پر بڑی خوبصورتی سے روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد راقم (ظفر اقبال) نے ندائے خلافت میں شائع شدہ تحریر ''حضرت مصعبؓ بن عمیر کا داعیانہ کردار'' پڑھ کر سنائی۔ نقیب اسرہ افتخار احمد نے سورۃ العصر کو خوبصورت انداز میں بیان کیا اور لوازم نجات کی وضاحت فرمائی۔ پروفیسر رحمت علی نے ایک حدیث نبوی ﷺ کو موضوع بنا کر درسِ حدیث دیا۔ گیارہ بجے شب آرام کے لئے وقفہ ہوا۔

صبح پونے چار بجے تہجد کے لئے رفقاء واحباب بیدار ہوئے۔ تہجد کے بعد افتخار احمد نے مسنون دعاؤں کا مذاکرہ کرایا اور اِن دُعاؤں کو زندگی کا معمول بنانے کی تلقین کی۔ بعد نمازِ فجر امیر تنظیم اسلامی میرپور سید محمد آزاد نے سورۃ الانفال کی ابتدائی آیات کا درس دیا۔ مشورہ اور ناشتہ کے بعد رفقاء واحباب اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ رات کو حاضری 40 افراد پر مشتمل تھی۔ اللہ تعالیٰ دین کے لیے یہ محنت قبول فرمائے۔ (رپورٹ: ظفر اقبال)

بقیہ اداریہ

تصور نہیں۔ اُس کے اوقاتِ کار کا یہ معاملہ ہے کہ کسی نے ایک فیکٹری مزدور سے پوچھا' کتنا وقت ڈیوٹی دیتے ہو؟ کہنے لگا' پانچوں اذانیں یہیں سنتا ہوں۔ ہر فرض ادا کرنے والے کا کچھ نہ کچھ حق ہوتا ہے' آج پاکستان میں مزدور کا کوئی حق نہیں۔ موجودہ روشن خیال حکمرانوں نے محکمہ محنت اور سوشل سیکیورٹی پر پابندی لگا دی ہے کہ وہ کارخانوں پر چھاپے نہیں مار سکتے' یعنی ظلم اور زیادتی کا قانونی حق دے دیا گیا ہے۔ گوادر اور سندر اسٹیٹ کو طویل عرصہ کے لئے لیبر ایکٹ سے استثناء دے دیا گیا ہے۔

ہم نے یہ تفصیلات اِس لئے عرض کی ہیں کہ عوام سیاست دانوں کے' چاہے وہ حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں' اِن بیانات کی حقیقت جان سکیں جو وہ یوم مئی پر رسمی طور پر غریبوں اور مزدوروں کے حق میں جاری کرتے ہیں۔ جبکہ ہمارے اِن میبنہ بڑوں کا عمل ہمیشہ مزدور دشمن رہا ہے۔ یہ ایسی لیبر پالیسیاں کیونکر بنائیں گے جو مزدور کے مفادات کا تحفظ کر سکیں۔ سچ یہ ہے کہ اِس دیمک زدہ معاشرے میں اب کچھ سلامت نہیں رہا۔ آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔ وہ مزدور یونین جو مزدور کے مفادات کے تحفظ کے لئے قائم کی جاتی ہے' اُس کے عہدیدار مالکان سے مل کر ذاتی مفادات حاصل کر لیتے ہیں اور اپنے مزدور بھائی کے خلاف سازش میں شریک ہو جاتے ہیں' اِلا ماشاءاللہ۔ افسوس کا مقام ہے کہ وہ اسلام پسند جماعتیں جو اسمبلیوں میں براجمان ہیں' وہ بھی آج تک مزدور کے حقوق کے حوالہ سے پارلیمنٹ میں رتی بھر کوئی کام نہ کر سکیں۔ جبکہ ذاتی مراعات وصول کرنے میں وہ کسی سے پیچھے نہیں رہتیں۔ اِس پس منظر میں یوم مئی منانا منافقت نہیں تو اور کیا ہے۔

ہمارا تو روزِ اوّل سے یہ ایمان ہے کہ انسان کی اُخروی ہی نہیں دنیوی فلاح بھی صرف اِس نظام میں ہے' جس کی بنیاد آسمانی ہدایت اور اجتماعی عدل پر رکھی گئی ہے۔ اب جو دنیا میں حالات پیدا ہو گئے ہیں' ان کا منطقی اور عقلی تقاضا بھی یہ ہے کہ استحصالی قوتوں کے جبر سے آزادی چھیننے کے لئے اِس نظام کی طرف رجوع کیا جائے' جس کے خدوخال کتاب زندہ میں موجود ہیں جو عملاً دورِ نبویؐ اور خلافتِ راشدہ میں بڑی آن بان کے ساتھ نافذ رہا' وگرنہ انسان ملوکیت' سرمایہ دارانہ مغربی جمہوریت اور سوشلزم وکمیونزم کے درمیان فٹ بال بنا رہے گا۔ اور غریب مزدور کو دھوکہ دینے کے لئے یوم مئی منائے جاتے رہیں گے۔ یہ ظلم عظیم ہے۔ مزدور کو اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اُس کی اُجرت ادا کرو' جو خود کھاؤ اور پہنو وہی اپنے غلام کو کھلاؤ اور پہناؤ۔ اِن مختصر فرمودات نبویؐ میں کیسی جامع لیبر پالیسی ہمیں عطا کی گئی ہے' کوزے میں دریا بند کر دیا گیا ہے۔ سمجھنے والوں کو سمجھنا چاہیے اللہ رب العزت ڈھیل تو دیتا ہے ڈیل نہیں کرتا۔ تاریخ گواہ ہے ظالم کا انجام دنیا میں بھی عبرتناک ہوا اور آخرت میں اُس کا استقبال بھڑکتی اور چنگاڑتی آگ کرے گی۔ اللہ سب کو اِس انجام بد سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

محترم مرزا ایوب بیگ صاحب...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ہفت روزہ ندائے خلافت شمارہ نمبر 12 میں آپ کا لکھا ہوا اداریہ پڑھا۔ بہت پسند آیا۔ میں نے اس کی کاپیاں کرا کر اپنے دوست احباب میں تقسیم کیں اور اسے اپنے درس قرآن میں شریک سامعین کو بھی دیا اور محفل درس میں پڑھ کر بھی سنایا۔ میری گزارش ہے کہ اس کا ہینڈبل بنوا کر جس کے ساتھ روضہ رسول ﷺ کا خاکہ بھی ہو تقسیم کرایا جائے۔ نیز آپ نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی '' نے حضور ﷺ کی پیدائش 9 محرم الحرام بھی لکھی ہے۔ اس کا حوالہ اگر مجھے ارسال فرما دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

والسلام

شوکت حسین' ملتان

☆☆☆☆☆

محترم مدیر ندائے خلافت...... السلام علیکم

ندائے خلافت شمارہ 14 کا اداریہ ''صحیح راستہ'' کئی اعتبار سے محلِ نظر ہے۔ مثلاً یہ کہنے سے کہ ''لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی انتظامیہ حکومت کی کمزوری اور بے بسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آگے بڑھتی اور ظاہری طور پر مضبوط ہوتی نظر آتی ہے......'' یہ محسوس ہوتا ہے کہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کا یہ آگے بڑھنا اور مضبوط ہونا ہمیں اچھا نہیں لگا۔ اسی طرح اگر واقعتاً ایسا ہے کہ وہ پہلے عوامی تائید سے محروم ہوئے' پھر مذہبی رہنماؤں' دینی جماعتوں' ایم ایم اے اور وفاق المدارس کا ان سے اختلاف ہوا' تب بھی یہ ضروری نہیں کہ لال مسجد والے ہی غلط ہوں' کیونکہ ان سب کا تو کبھی کسی کے ساتھ اتفاق نہیں ہوا۔ ممنوعہ اوقات میں نماز ادا کرنے کی مثال بھی موزوں محسوس نہیں ہوئی۔

آخر میں یہ بات کہ ''ہم ان تمام افواہوں کو یکسر مسترد کرتے ہیں......'' نہ معلوم کس بناء پر کہی گئی ہے' حالانکہ اس قسم کی افواہیں تو یہاں اکثر گردش میں رہتی ہیں ہم کن کن کو مسترد کریں گے۔ نیز اگر ہم سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ طالبان' القاعدہ اور شریعت کا نام لینے والوں کو اسلام کا ہی نہیں انسانیت کا بھی دشمن سمجھتا ہے۔ کیا طالبان یا القاعدہ والے کافر ہیں؟

والسلام

ابن صالح' لاہور

آملہ' ریٹھا' سکاکائی' بادام اور کلونجی
جیسے قدرتی اجزاء کا مرکب' خالص ہربل شیمپو
رابیل آملہ' ریٹھا' سکاکائی شیمپو
جس کے استعمال سے
بال گرنا بند' خشکی سکری کا مکمل خاتمہ اور بال نرم' ملائم اور چمکدار
پاکستان کے تمام شہروں سے ڈسٹری بیوٹرز درکار ہیں۔
رفقاء تنظیم اسلامی کے لئے خصوصی رعایتی پیکج
برائے رابطہ: 0321-4093541
تیار کردہ: عقیل انٹر پرائزز' پاکستان

موغا دیشو میں شدید لڑائی

صومالیہ کے دارالحکومت موغا دیشو میں ایتھوپین فوج اور اسلام پسندوں کے درمیان شدید جھڑپیں جاری ہیں' جن کی لپیٹ میں آ کر کئی سو افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ ان جھڑپوں سے ظاہر ہے کہ اسلام پسندوں نے چھاپہ مار کارروائی شروع کر دی ہے۔ چونکہ انہیں مقامی قبائل اور عوام کی حمایت حاصل ہے' اس لیے ایتھوپین فوج دارالحکومت کا کنٹرول سنبھالنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ تاہم اس لڑائی سے شہری دوبارہ پریشان ہیں اور ایک اندازے کے مطابق ساڑھے تین لاکھ باسی شہر چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

سعودی عرب کا اچھا اقدام

عراق نے سعودی عرب کو 15 ارب ڈالر کا قرضہ ادا کرنا ہے۔ حال ہی میں سعودی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ اس نے 80 فیصد قرضہ معاف کر دیا ہے۔ یہ اقدام اس لیے کیا گیا تا کہ عراق کی تعمیر نو کی سرگرمیوں کو تقویت مل سکے۔ یاد رہے کہ عراق پر تقریباً ایک سو چالیس ارب ڈالر کا قرضہ ہے۔ صدام حکومت نے بیشتر قرضے 1980ء تا 1988ء کے درمیان لیے جب ایران عراق جنگ جاری تھی۔ فی الوقت باون ممالک نے اپنے قرضوں میں سے 80 تا 100 فیصد رقم معاف کر دی ہے۔

ایران پر حملے کا ارادہ نہیں

امریکی بحریہ کے اعلیٰ افسر اور چیف آف نیول آپریشنز ایڈمرل مائیکل ملن نے کہا ہے کہ امریکا اور اس کے اتحادیوں نے ایران پر حملے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا' کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ معاملہ سفارت کاری کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف ایرانی حکومت مسلسل اپنے اس جرأتمندانہ موقف کا اعادہ کر رہی ہے کہ وہ اپنا ایٹمی منصوبہ ختم نہیں کرے گی' چاہے دنیا اِدھر سے اُدھر ہو جائے۔

حجاب کے خلاف مصری حکومت کی کارروائی

مصری حکومت نے حجاب یا سکارف پہننے والی خواتین کو سرکاری ٹی وی پر کام کرنے سے روک دیا ہے۔ الحادی تعصب پر مبنی اس فیصلے کے خلاف دونوں خواتین نے عدالت سے رجوع کیا۔ عدالت نے دونوں خواتین کے حق میں فیصلہ سناتے ہوئے انہیں ملازمت پر بحال کر دیا لیکن عدالتی فیصلے کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت نے انہیں بحال کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب دونوں خواتین نے ایک مرتبہ پھر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن اس بار وہ انصاف کے لئے عالمی عدالت برائے انصاف سے رجوع کریں گی۔

حجاب کے خلاف اسلام دشمن یورپی ممالک کی ناپاک مہم حیران کن نہیں' لیکن ایک ایسے مسلمان ملک میں' جہاں 75 فیصد سے زائد خواتین حجاب کرتی ہیں وہاں باحجاب خواتین پر پابندی سمجھ سے بالاتر ہے۔

عراقیوں کو تقسیم کرنے کی سازش

امریکی فوج بغداد میں احمدیہ کے علاقے میں ایک دیوار بنانے لگی ہے۔ اس کے ذریعے وہ احمدیہ کے سنی علاقے کو شیعہ علاقوں سے علیحدہ کرنا چاہتی ہے۔ اس دیوار کی تعمیر سے پتا چلتا ہے کہ امریکی شیعوں اور سنیوں میں اختلافات ابھار رہے ہیں تا کہ اپنے مفادات پورے کیے جا سکیں۔ عراقیوں نے اس پر بڑے غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ تازہ ترین اطلاع کے مطابق عراقی وزیر اعظم نوری المالکی نے امریکی فوج کو دیوار کی تعمیر سے روک دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کو تحفظ فراہم کرنے کے اور طریقے بھی ہو سکتے ہیں۔

مغربی ذرائع ابلاغ کا تعصب نمایاں ہو گیا

پچھلے دنوں امریکا کے ایک تعلیمی ادارے ورجینیا ٹیک یونیورسٹی میں 23 سالہ جنوبی کورین طالب علم شوسیونگ نے تینتیس انسانوں کو خون میں نہلا دیا۔ اس واقعہ کے چند گھنٹے بعد امریکی ذرائع ابلاغ زور و شور سے یہ پروپیگنڈا کرنے لگے کہ وہ اسلامی دہشت گرد تھا۔ کیوں؟ اس لیے کہ شوسیونگ کے ایک بازو پر یہ الفاظ کندہ تھے: اسماعیل ایکس (Ismail Ax)

سب سے پہلے فوکس نیوز نے یہ خبر دی کہ شو کے بازو پر سرخ روشنائی سے یہ الفاظ کھدے ہوئے ہیں۔ بعد ازاں شکاگو ٹریبون نے اس خبر کو تفصیل سے شائع کیا اور پھر دنیا کے تمام اخبارات اسے لے اڑے۔ حتیٰ کہ برطانیہ کے سنجیدہ اخبارات مثلاً دی ٹائمز اور ٹیلی گراف نے بھی یہ خبر اس تبصرے کے ساتھ چھاپی کہ شاید شو مسلمان ہو گیا تھا۔ جلد ہی آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ جیسے دور دراز علاقوں کے اخبار بھی مسلمانوں پر اپنے ''ماہرین'' کے خودساختہ تبصرے شائع کرنے لگے۔

جیسے ہی یہ خبر پھیلی انٹرنیٹ پر لاکھوں لوگ ''اسماعیل ایکس'' کا مطلب جاننے کے لئے سرچ کرنے لگے۔ اُدھر ویب سائٹوں پر ہزاروں لوگ شو کو مسلمان قرار دے کر مسلمانوں اور اسلام کو بدنام کرنے لگے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اسلام کے خلاف شدید تعصب رکھتے ہیں۔ ان کے تبصرے بھی کروڑوں نگاہوں کے سامنے سے گزرے۔

یہ متعصبانہ تبصرے جاری تھے۔ کہ امریکی ریاست ٹیکساس کے شہر کارپس کرسٹی میں ٹی وی مرمت کرنے والی دکان کے مالک نے جب لوگوں کو اسماعیل ایکس میں زبردست دلچسپی لیتے دیکھا' تو اس نے www.ismailax.com کے نام سے ایک نئی ویب سائٹ بنالی۔

کچھ خودساختہ ماہرین نے یہ ''انکشاف'' کیا کہ جب شو واشنگٹن میں مقیم تھا' تو اس کے پڑوسی مسلمان تھے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مسلمانوں اور اسلام کے خلاف زبردست تعصب رکھنے والے ان لوگوں نے اس سلسلے میں پولیس کے بیان کو غور سے نہیں دیکھا یا اُسے مسترد کر دیا۔ پولیس نے بتایا کہ اسماعیل (Ismail) دراصل ونڈوز 98/ME/NT/2000/XP/2003 کا ایک میل (mail) سرور ہے جبکہ ایکس (Ax) آئی ایس پی ای میل اکاؤنٹس کا یوزر نیم ہے۔ اسماعیل اکاؤنٹس میں لامحدود پیغامات نہ صرف ذخیرہ کیے جا سکتے ہیں بلکہ کسی بھی سائز کا پیغام بھجوایا اور وصول کیا جا سکتا ہے۔

اس سارے واقعے سے یہ بنیادی بات ظاہر ہوتی ہے کہ امریکی ذرائع ابلاغ اپنے عوام پر کتنا اثر رکھتے ہیں' چونکہ بدقسمتی سے وہ صیہونیوں کے ہاتھوں میں ہیں' اسی لیے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ اب یہی دیکھئے کہ صرف ایک لفظ ''اسماعیل'' سے انہوں نے کیا گھناؤنا کھیل کھیلا۔ اُمید ہے امریکیوں کو اندازہ ہوا ہو گا کہ آنکھیں بند کر کے کسی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہیے۔

عراق جنگ ہم ہار چکے

امریکی کانگریس میں ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر جان ریڈ نے بالآخر تسلیم کر لیا ہے کہ عراق میں امریکی جنگ ہار چکے ہیں۔ انہوں نے صحافیوں کو بتایا ''میں سمجھتا ہوں کہ امریکا کو عراق میں کوئی کامیابی نہیں ملی بلکہ وہاں تشدد کے واقعات میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں جنگ فوجی لحاظ سے نہیں صرف سفارتی' سیاسی اور معاشی اعتبار سے جیتی جا سکتی ہے۔'' افسوس! جنونی صدر بش اس حقیقت کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔

law or God's law will prevail, but not both.

Allah's sovereignty must not be something new, unexpected or an affront for the secularists in Pakistan. None of the secular democratic schemes acknowledge that the people are sovereign in the sense of having the last word on every question. Similarly, constitutions, bills of rights and charters of rights all over the "democratic" world suggest that all men are created equal and endowed by their Creator with certain unalienable rights. An unalienable right cannot be eliminated even if the people vote to abrogate it.

The theory of unalienable rights in itself places a limit on the sovereignty of the people in the much-vaunted secular democracies. If some rights come from God, and the people cannot alienate or override those rights, then isn't God sovereign and not the people? And if that sovereign God can send rights, can't he assign men some responsibilities as well? Despite recognizing the sovereignty of God in a different way, no one argues that the U.S. Declaration of Independence, for example, is undemocratic because it makes God sovereign and places a limit on the sovereignty of the people.

All discussions about compatibility of Islam and democracy have been launched to restrict Muslims from exercising their right to self-determination and self-rule according to Islam,. Acknowledging God's sovereignty does not require believing that God has absolutely left no room for people to rule themselves. A Muslim can believe that God allows humans to rule themselves so long as they adhere to the basic rules and principles on which He has spoken. It is un-Islamic on the part of Muslims to believe that God is sovereign only in the sphere of the personal, not the collective, and that they need to practice Islam only in private.

Islamophobes make us believe that democracy is not possible without separation of church and state. The reason given to us is that democracy cannot impose one vision of the good life. Therefore, it requires government to remain neutral about what values matter most, and to leave that decision up to the individual. If religion and the state do not remain separate, the state will inevitably impose or at least encourage the version of the good life preferred by the official religion.

These Islamophobes ignore that Britain, for example, has no separation of church and state. The queen is Defender of the Faith — one of the subsidiary titles of the English (and later British) Monarchs since it was granted on October 17, 1521 by Pope Leo X to Tudor King Henry VIII of England (some other major Catholic Kingdoms have obtained similar pious titles, such as Apostolic King). The Queen is also head of the Church of England. Anglican bishops sit in the House of Lords, and anyone who wants to change the Book of Common Prayer must go through Parliament to do it. The Book of Common Prayers is foundational prayer book of the Church of England first produced in 1549.

Yet Britain is presented as the cradle of modern democracy. The national churches of Finland, the Evangelical Lutheran Church of Finland and the Finnish Orthodox Church have a status protected by law. The special legal position of the Evangelical Lutheran Church of Finland is also codified in the constitution of Finland. Both churches have the right to levy an income tax on their members and every Finnish company as a part of Corporation Tax. The tax is collected by the state.

In the German state of Bavaria the schools are religious and almost every classroom displays a crucifix. No one argues that this makes modern Germany into something other than a democracy. Similarly, all "democratic" governments support and impose one particular view of the good life. They have faith-based initiatives; give money to Churches; give medals to heroes who die for values these governments admire; proclaim religious holidays; celebrate things they care about; and teach students in public schools what the governments mean to be acceptable and honest. The schools even teach homosexuality because the governments claim this amounts to teaching civility despite the fact that this kind of values differ from place to place and even family-to-family. These governments sponsor some art and not other art, and they use their resources to put some books in their public libraries but not others.

The secularists do not say that this kind of segregation is wrong because it causes some people to feel excluded. All these government activities in the West are considered neutral. However, Pakistan must not become truly Islamic because it will presumably impose certain values on people. Does it not mean that only Islamic values are not acceptable?

If it is argued that the secular democracies do not force anyone to adopt religious beliefs that he or she rejects, or perform religious actions that are anathema, so is this the basic rule of Islam that there should be no compulsion in Deen. Unlike the modern-day fascists, reshaping the Muslim world in their image by force, Islam has no record of forced conversions or imposing its way of life on others with the barrel of a gun. It has not violated the basic right to religious liberty. To the contrary, almost every act on the part of secular governments imposes one or another kind of value upon their citizens.

The time for Pakistanis to stand up to the global onslaught and fight for a truly independent Pakistan is now because the target of the onslaught is the existence of Pakistan. Pakistan would not have been a high-value target since its inception if its founders were faking their intentions about "Islamic renaissance" and establishing a "third bloc" to imperialist adventures. Let us be clear: The proposed, seemingly trivial changes in Pakistan's constitution are directly aimed at robbing Pakistan of the very reason for its existence. Stand up to this scheme or parish as a nation.

Vol: 16 Regd. No. LRL -50 No. 16

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid ullah Jan

Stand up or perish as a nation

Without a vision Pakistan has no way out from the multitude of problems it is facing. However, a clear sign of almost everyone groping in the dark is a notice inserted in Dawn (April 21) by the ruling party member of the National Assembly, Minoo Bhandara, which reads:

"Quaid-i-Azam's Speech of 11th August 1947. A Constitutional (Amendment) Bill has been moved in the National Assembly, which purports to include the famous speech of the Quaid or its salient features, as a substantive part of Article 2 of the Constitution."

The next day, Ardeshir Cowasjee wrote in Dawn: "May I suggest to friend Minoo that while this is done (hopefully, it will be done), he may add to it two other most relevant sentences. From Jinnah's speech to the people of Australia on February 19, 1948 : 'But make no mistake, Pakistan is not a theocracy or anything like it,' and from his speech a few days later to the people of the United States of America : 'In any case, Pakistan is not going to be a theocratic state to be ruled by priests with a divine mission.'"

We seem to be making something up that is not there in the first place. No one wanted and no one wants Pakistan to become a theocratic state. In fact, theocracy has no place in Islam, where a special or privileged class of priests or any other particular ecclesiastic class would run the show. There are no infallible religious Divines in Islam. Instead, it refers to the fact that, just like individual Muslim, the Islamic State must not transgress the limits set by the Qur'an and the Sunnah.

One of the great strengths of Islam in the political realm lies in the clarity of its moral vision, which holds rulers accountable to justice and the rule of law. In an Islamic entity, rulers cannot come up with new laws overnight, such as Bush's Detainee Treatment Act. The word Islam, conventionally translated as "submission," implies no subjugation of one person to any other. The word implies rather a recognition of God's ultimate sovereignty—a sovereignty that places all people on equal footing before the divine Majesty, not a cable of generals or "democratic" dictators.

In this background, the original vision for Pakistan was Islamic renaissance, not Islamic theocracy. From that perspective, the August 11, 1947 or any other such statements of Quaid-i-Azam were not out of place. However, we need to find out how did the pioneers of Pakistan hoped to fulfill the vision of Islamic renaissance in the broader context.

"Pakistan would be a base where we will be able to train and bring up Muslim intellectuals, educationists, economists, scientists, doctors, engineers, technicians, etc. who will work to bring about Islamic renaissance. After necessary training, they would spread to other parts of the Islamic world to serve their co-religionists and create awakening among them, eventually resulting in the creation of a solid, cohesive bloc - a third bloc - which will be neither communistic nor capitalistic but truly socialistic based on the principles which characterised Caliph Umar's regime," the Quaid spelled this out to a sceptical young politician, Sardar Shaukat Hayat (d.1998) in April 1943.

Presenting a couple of out of context statements from Quaid-i-Azam is misleading. Two weeks before his death, in his message to other Muslim States', on August 27, 1948, Quaid-i-Azam said: "We are all passing through perilous times. The drama of power politics that is being staged in Palestine, Indonesia and Kashmir should serve as an eye-opener to us. It is only by putting up a united front that we can make our voice felt in the counsels of the world."

The drama of power politics has intensified manifold in which the Commander in Chief of Pakistan armed forces never stops reiterating his loyalty to occupiers and his support to their occupations. Sixty years down the road, it appears the highest ambition of the military rulers of 'the greatest Muslim State of the world' is no higher than pleasing the occupiers of Muslim countries.

The country which was supposed to be in the forefront of Islamic solidarity, is now passing through a crisis of identity and incapable of surviving without the blessing of Washington. The time for a second movement for independence of Pakistan is now. We can either make it truly Islamic or amalgamate it in greater secular India.

Making Pakistan Islamic does not mean making it a theocracy. What actually makes a state Islamic is not hard to conceive. Democracy literally means the rule of the people. However, the level to which the imperialist-colonial adventures have reached in the twenty-first century, clearly proved that democracy has been used a tool to ensure continued gains for the colonial centres. It means rule of a few who decide what is good for the majority.

To the contrary, the essence of Islam lies in its basic meaning: submission to God, or more felicitously, recognition of God's sovereignty. Submission to other standards and false gods could be anything but Islam. Submitting to God and not His laws and prescribed Deen (way of life) simply doesn't make any sense.

It become irrelevant as to what Qauid said or did not say when looked from the point of view that either the people or God could be sovereign. Either man's